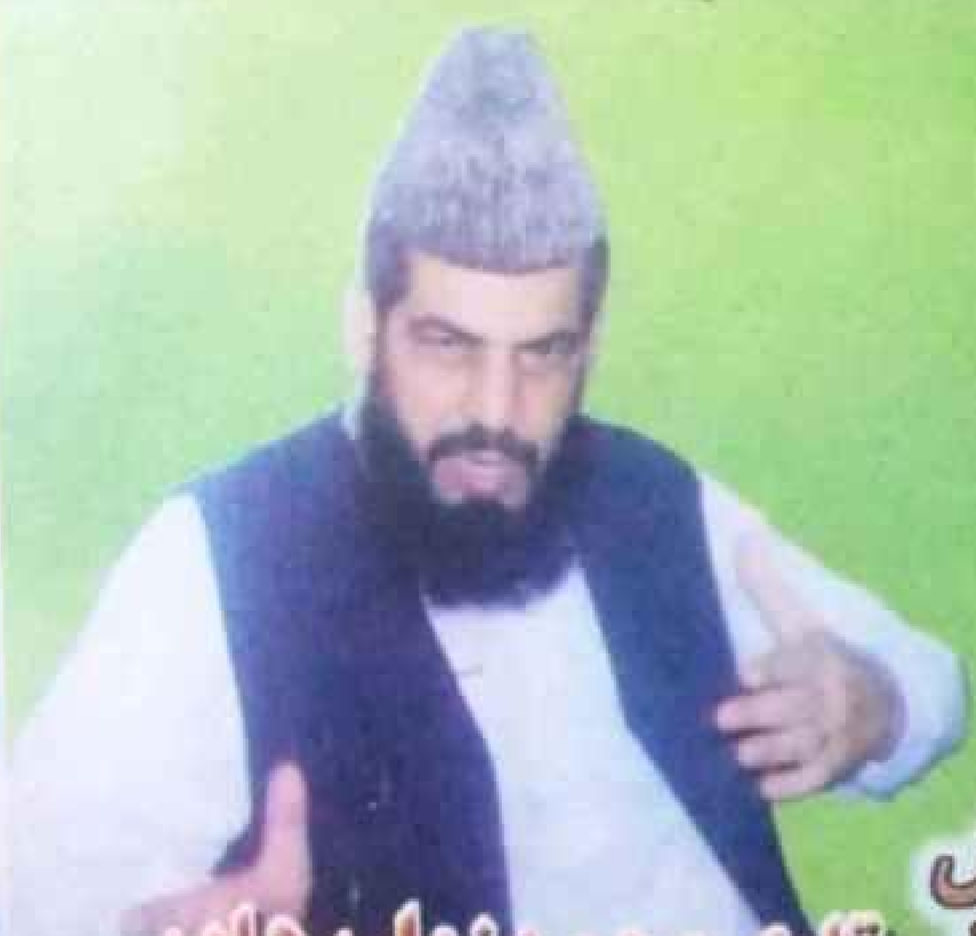
آبروئے ما ز نام مصطفی است

ماہنامہ اُفق کراچی

جولائی 2008ء

Monthly **UFAQ** Karachi



قاری محمد زوار بہادر

حکومت کے خلاف چلنے والی تحریک میں جمعیت علماء پاکستان بھرپور کردار ادا کرے گی



گیلانی سرکار کا ایک اور تحفہ

سزائے موت کے قانون میں تبدیلی

قانونِ تحفظ ناموسِ رسالت پر شب خون

دینی جماعتوں کی پراسرار خاموشی



جے یو پی کے مرکزی انتخابات

کیا جمعیت علماء پاکستان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے گی؟

ہو نظامِ مصطفیٰ نافذ خدارا آج پھر
جگمگائے قومِ مسلم کا ستارہ آج پھر



ہم نو منتخب قائدین

حضرت علامہ صاحبزادہ ابو الخیر محمد زبیر صاحب (مرکزی صدر)

حضرت پیر اعجاز ہاشمی صاحب (مرکزی نائب صدر اول)

حضرت علامہ قاری محمد زوار بہادر (مرکزی ناظم اعلیٰ)

کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ ہم ان قائدین کی زیر قیادت زندگی کی آخری سانسوں

قائد ملت اسلامیہ

علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ وطن پاک میں مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ
اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی جد و جہد جاری رکھیں گے

جمعیت علماء پاکستان (کراچی)

آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

ماہنامہ اُفق کراچی

Monthly UFAQ Karachi

جلد 1 شمارہ 4 جولائی ۲۰۰۸ء رجب ۱۴۲۹ھ

اس شمارے میں

دفتر اُفق 35-A,B-77، گلشن حالی، کورنگی 4، کراچی 74900
رابطہ: 0300-2699072 ای میل ufaqkarachi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضیاء القرآن

اے ایمان والوں کیا میں آگاہ کروں تمہیں ایسی تجارت پر جو بچالے تمہیں دردناک عذاب سے (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے یہی طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم (حقیقت کو) جانتے۔ اللہ تعالیٰ بخشش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو اور داخل کرے گا تمہیں باغات میں، رواں ہیں جس کے نیچے نہریں اور پاکیزہ مکان جو سدابہار باغوں میں ہیں، یہی بڑی کامیابی ہے اور ایک چیز جو تمہیں بڑی پسند ہے (وہ بھی ملے گی) یعنی اللہ کی جانب سے نصرت اور فتح جو بالکل قریب ہے (سورۃ الصف)

انوار الحدیث

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دانا وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے اور نادان وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا اتباع کرے اور اللہ سے بے بنیاد آرزوئیں لگائے رکھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

افکار انقلاب

یہ دین اسلام غالب ہونے کیلئے آیا ہے اور یہ دین تمام ادیان باطلہ پر غالب ہوکر رہے گا۔ ۱۵ویں صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے۔ عالم اسلام پر امریکہ و یہود کے مظالم کی انتہا ہوچکی۔ عراق، افغانستان، کشمیر اور دنیا کے مختلف خطوں میں خونِ مسلم پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ مجاہدین اسلام کا خون رنگ لاکر رہے گا۔ آج جہاد کے نعروں نے امریکہ اور یورپ کے حکمرانوں کی نیندیں حرام کردی گئیں۔ میں روس کی طرح امریکہ کو بھی ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ یہ خوابیدہ ملت بیدار ہورہی ہے اور وطن عزیز پاکستان میں بھی وہ دن دور نہیں کہ ہم کامیابی سے ہمکنار ہونگے اور انقلاب مصطفیٰ کی بہاریں دیکھیں گے۔ (خطاب امام نورانی، جہاد کانفرنس امام اعظم مسجد گلشن اقبال، کراچی)

نظامِ مصطفیٰ ﷺ والے

سید انور علی انور

نکل آئے ہیں میداں میں نظام مصطفیٰ والے
محمد مجتبیٰ والے حبیبؐ کبریا والے
پرستاران باطل سے نمٹنے کیلئے ہر دم
کفن بردوش ہیں اب بھی زمانے میں خدا والے
احد میں بدر میں اور کربلا میں ہوگیا ثابت
خدا کی راہ میں مرکر بھی زندہ ہیں خدا والے
خدا کی راہ میں مرکر کے غالب آگئے باطل پہ
رہیں گے سرخرو آخر محمد مصطفیٰ والے
جبھی قدموں پہ آ گرا ان کے خود سطوت سلاطیں کا
وہ شان فقر رکھتے ہیں زمانے میں خدا والے
جبھی سارے زمانے میں بہرصورت رہے گا
نرالی شان رکھتے ہیں محمد مصطفیٰ والے
اگر ہمت ہو باطل کی تو اب بھی آئے میداں میں
کہ سر دینے کو زندہ ہیں ابھی انور خدا والے

[illegible]

پاکستان میں سزائے موت کے قانون میں تبدیلی

نو منتخب وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے بے نظیر صاحبہ کی سالگرہ کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے عوام کو خوشخبری سنائی کہ انہوں نے صدر مشرف کو سفارش کی ہے کہ پاکستان سے سزائے موت کا قانون ختم کر کے اسے عمر قید میں تبدیل کر دیا جائے۔ بظاہر یہ بڑے نرم الفاظ ہیں اور ان کے پیچھے انسانی ہمدردی کا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے لیکن اگر بغور جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ اس قانون میں بزعم انسانی ہمدردی میں نہیں بلکہ صرف اور صرف قانون "تحفظ ناموس رسالت" میں تبدیلی کیلئے کی جا رہی ہے۔ یہ امریکہ اور یورپی یونین کا بہت پرانا خواب ہے جس کی تکمیل کیلئے ماضی کے مختلف حکمرانوں پر دباؤ ڈالتے رہے مگر حکمران طبقہ اپنی تمام رضامندی کے باوجود عوامی دباؤ کے خوف سے ان کے مذموم مقاصد کو پورا نہ کر سکا۔ ہمارے روشن خیال صدر صاحب کی بھی دلی خواہش یہی تھی کہ کسی طرح شاتم رسول کی سزائے موت کے قانون میں کسی طریقے سے تبدیلی کر لی جائے مگر قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی کے حکم پر ہونے والی 27 مئی 2000ء کی ہونے والی تاریخی ہڑتال نے ان کے تمام ارادے ختم کر دیے تھے۔ اب وہ کام جو مشرف صاحب اپنے دور میں نہ کر سکے وہ اب گیلانی صاحب کے دست مبارک سے کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

محترم مشرف صاحب اور گیلانی صاحب کان کھول کر سن لیں کہ عشق رسول ہمارے ایمان کا جزو ہے ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں، بھوک، بیروزگاری کا عذاب برداشت کر سکتے ہیں مگر ہم ناموس مصطفیٰ میں ادنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور آپ جس چیز اور بہانے سے اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم کر کے شاتم رسول کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے غیور مسلمانوں کو منظور نہیں۔ ہم آپ کے ہاتھوں اپنے ایمان کا سودا نہیں ہونے دیں گے۔ ان شاء اللہ شاتم رسول کی سزائے موت کے قانون میں تبدیلی کر کے اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔

مکہ کانفرنس اور عالم اسلام

گزشتہ دنوں عالم اسلام کے مرکز مکہ مکرمہ میں سعودی حکمرانوں کے قائم کردہ ادارے موتمر عالم اسلامی کے زیر اہتمام بین المذاہب مکالمے کی سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس میں دنیا بھر سے 500 مندوب اکٹھے کئے گئے۔ اس اجتماع کے اختتام پر ایک اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں کہا گیا ہے قرآن وسنت کی تعلیمات کی بنیاد پر دوسرے مذاہب کے ساتھ برابری اور انصاف کی بنیاد پر مکالمہ کیا جائے۔

سعودی حکمرانوں نے یہ کانفرنس ایسے موقع پر منعقد کی جب افغانستان، عراق اور فلسطین سمیت پوری دنیا میں صلیبی طاقتیں خون مسلم سے ہولی کھیلنے میں مصروف ہیں۔ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے عالم اسلام کے خلاف اعلانیہ کروسیڈ شروع کی ہوئی ہے اور ہر روز طلوع ہونے والا سورج مسلمانوں کے خلاف ہونے والے ظلم و بربریت کی ایک نئی داستان لیکر طلوع ہوتا ہے اور حق و باطل کا یہ ٹکراؤ کسی نتیجے سے ہمکنار ہونے والا ہے۔

ایسے وقت میں جبکہ مسلم دنیا غیروں کے مظالم و معاشی استحصال کا شکار ہے، مکہ مکرمہ میں بین المذاہب مکالمہ کی کانفرنس کے حقیقی محرکات کیا ہیں، یہ تو علیم و خبیر رب ہی بہتر جانتا ہے لیکن یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ چند ایک استثناء چھوڑ کر سعودی حکمرانوں اور ان کی بغل بچہ تنظیموں نے ہمیشہ ایسے ہی کام کئے ہیں جن سے صرف ان کے اقتدار کو دوام ملے اور ان کے آقا امریکہ و برطانیہ کے مفادات کی تکمیل ہو سکے۔

آج پوری دنیا میں عالم اسلام کے خلاف مغرب کی طرف سے شروع کی گئی جنگ کا ایک پہلو یہ ہے کہ مسلمان غربت وجہالت کا شکار ہیں۔ افریقہ اور ایشیا کے غریب مسلم ممالک میں افغانستان، فلسطین، بوسنیا، البانیہ کے مظلوم پناہ گزینوں میں عیسائی و قادیانی مبلغین بڑی سرعت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ وہ خشک دودھ کے ڈبوں اور ایک جوڑا گرم کپڑے اور بچے کے اسکول میں داخلے کے عوض غریب مسلمانوں کا ایمان خریدنے میں مشغول ہیں اور ان کی این جی اوز سرگرمیاں جاری ہیں۔ ان کے مقابل ہمارے نام نہاد خادم حرمین شریفین اور ان کی بغل بچہ موتمر عالم اسلامی اپنے وسائل یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کیلئے بین المذاہب کانفرنس کے انعقاد میں مصروف ہے۔

اس کانفرنس کے اعلامیہ کے مطابق قرآن وسنت کی بنیاد پر دوسرے مذاہب سے مکالمہ کیا جائے گا۔ یہ اعلامیہ جاری کرنے والوں کی توجہ قرآن پاک کے اس واضح حکم کی طرف دلاتے ہیں کہ اللہ نے یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے منع کیا ہے … خادم حرمین، موتمر عالم اسلامی اور ان کے سعودی حکمران عراق، افغانستان اور القدس سمیت دنیا بھر کے لاکھوں مسلم شہداء کی قیمت پر، گوانتاناموبے جیسے قید خانوں میں بند مظلوم قیدیوں کی قیمت پر قرآنی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دینے کا حکم دیا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ اب عرب کا ایک ہی دین ہے اب یہاں اسلام کے ساتھ کوئی دوسرا مذہب جمع نہ ہوگا مگر حیف صد حیف کہ سعودی عرب کے حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے تحفظ کیلئے امریکی افواج کی صورت میں بے شمار یہود و نصاریٰ کو عرب کی مقدس سرزمین پر جمع کر دیا اور مسلمانوں کے مشترکہ سرمائے سے ان یہود و نصاریٰ کی پرورش کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے تو قیصر و کسریٰ کی ملوکیت کو خاک میں ملا دیا تھا مگر عالم عرب کے بدمست عیاش شیوخ آج دنیا کی سپر پاورز کے معاشی و معاشرتی سہارا ہیں اور دنیا میں کہیں بھی امریکہ کے مفادات کو زک پہنچے یہ امریکہ کی حمایت میں کمربستہ ہو جاتے ہیں جسکی تازہ مثال لبنان ہے کہ وہاں کے عیسائی صدر کی سرپرستی کیلئے امریکی صدر بش نے لبنان کا خصوصی دورہ کیا اور سعودی حکمران بھی انکی سرپرستی کر رہے ہیں جبکہ لبنان … حزب اللہ کو تباہ کرنے کیلئے بھرپور وسائل اختیار کئے جا رہے ہیں۔ القدس کے حصول کیلئے قربانیاں دینے والے حماس کے مقابل بہائی مذہب سے تعلق رکھنے والے محمود عباس کی حمایت کی جا رہی ہے۔ مصر میں اخوان المسلمین کو کچلا جا رہا ہے آج پورے عالم اسلام پر ملوکیت کا غلبہ ہے پورے عالم

عرب میں آزادی اظہار پر پابندی ہے۔ موتمر عالم اسلامی تبلیغ اسلام کی بجائے تبلیغ وہابیت میں مشغول ہے۔ انکے پیسے سے پوری مسلم دنیا میں شرک کی فتوٰی ساز فیکٹریاں لگائی جاری ہیں۔ انکے اداروں کے تعلیم یافتہ صرف عامتہ المسلمین کو مشرک بنانے کا کارخیر سرانجام دے رہے ہیں۔

اے کاش! یہ وسائل سے مالا مال بدست شیوخ اپنے وسائل تبلیغ دین، مقابلہ کفر وارتداد اور مسلم دنیا کو منظم ومتحد کرنے میں صرف کرتے، کاش کہ انکے ادارے مسلم اکثریتی علاقوں میں اختلاف وانتشار کے بیج بونے کی بجائے افریقہ ویورپ میں مسیحی مشنیریز اور قادیانی ارتداد کا مقابلہ کرتے۔ اے کاش اس کانفرنس کے مندوب یہود ونصاریٰ کو دوست بنانے کے بجائے پوری دنیا کو مسلمان بنانے کا عزم کرتے۔ کاش یہ کانفرنس مسلم دنیا کو مفاہمت کی جگہ مسابقت کا درس دیتی۔ اے کاش کہ مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر جمع ہونے والے مسلم زعماء سعودی حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملانے کی بجائے اور مسلم دنیا کے دل کی آواز سنیں اور کلمہ حق بلند کریں۔

ایک ستم اور میری جاں ابھی باقی ہے

30 جون 2008ء کو ختم ہونے والا مالیاتی سال ملک کا مہنگا ترین سال تھا۔ یکم جولائی 2007ء سے 30 جون 2008ء کے دوران مہنگائی کے تمام سابقہ ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ اشیاء صرف کی قیمتوں میں 114 فیصد تک اضافہ ہوا اور ذخیرہ اندوز حکومتی سرپرستی میں غریب عوام کا خون چوستے رہے۔ اس سال میں 2 منتخب اور ایک عبوری حکومت آئی مگر یہ سب ناجائز منافع خوروں کے آگے بند باندھنے میں ناکام رہے۔ اس گذشتہ سال میں آٹا، دال، چاول، گھی، تیل، دودھ، گوشت سمیت اجناس اور روزمرہ اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافے نے تاریخ کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔

اس سال کے جاتے جاتے حکومت نے عوام پر ایک اور پیٹرول بم گرایا اور پیٹرول کی قیمت میں 6.55 اور ڈیزل کی قیمت میں 4.46 اضافہ کردیا گیا۔ اس تازہ اضافہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حکومت نے یہ اضافہ آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) سے مشاورت کے بغیر کیا ہے جبکہ ماضی میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ماضی میں یہ معمول چلا آرہا ہے کہ اوگرا ہر پندرہ دن کے بعد عالمی منڈی میں تیل کی قیمت کی بنیاد پر ملک میں پیٹرولیم کی مصنوعات کا تعین کرکے وزارت پیٹرولیم کو فیصلے کیلئے بھیج دیتی تھی مگر اس بار ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ پندرہ روز پورے ہونے سے قبل ہی وزارت پیٹرول نے اوگرا حکام کو رات گئے گھروں سے بلوا کر پیٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کا نوٹیفکیشن تیار کرنے کی ہدایت کی اور پندرہ دن پورے ہونے سے قبل ہی یہ نرخ نافذ کردیئے گئے اور اس صورتحال کا سب سے زیادہ فائدہ آئل کمپنیوں کے تعاون سے پیٹرول پمپ مالکان نے اُٹھاتے ہوئے بڑی مقدار میں ڈیزل اور پیٹرول کا ذخیرہ کیا اور ایک دن میں غیر معمولی نفع کمالیا۔ پورے ملک کی بنیاد پر جائزہ لیا جائے تو یہ منافع اربوں روپوں تک جا پہنچے گا۔ ظاہر ہے اس ذخیرہ اندوزی سے آئل مارکیٹنگ کمپنیاں، پیٹرول پمپ مالکان اور بہت سے ان دیکھے ذمہ داران سب کو برابر کا فائدہ ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں کرپشن کی جو ریت ہے اسکے پیش نظر اس خوش گمانی کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ سب کچھ یوں ہی ہو گیا ہوگا۔ بلکہ یہ بات قرین قیاس ہے کہ یہ ایک ملی بھگت ہے جسکے نتیجے میں قوم کے دکھوں میں دبے ہونے والے اور مگرمچھ کے آنسو بہانے والے ہمارے کچھ قائدین اپنے بینک کھاتوں میں کروڑوں کا اضافہ کرچکے ہونگے۔ ق لیگ کے دور حکومت میں بھی یہی سب کچھ ہوتا رہا، اس سے پہلے پیپلز پارٹی کے دونوں ادوار میں حکمرانوں کی کرپشن ایک معروف حقیقت رہی ہے، عالمی میڈیا میں ملک کی ایک مقتدر شخصیت کیلئے "مسٹر ٹین پرسنٹ" کا خطاب انہی ادوار کی یادگار ہے۔ شوکت عزیز کی وزارت عظمٰی میں اسٹیل مل، آٹا، چینی، سیمنٹ، اسٹاک ایکسچینج اسکینڈلز کے ساتھ ساتھ آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کو پاکستانی صارفین سے اربوں روپے کا فاضل منافع کمانے کے مواقع کا فراہم کیا جانا ایک تاریخی حقیقت ہے۔ ان معاملات کی کوئی تحقیقات بھی نہیں ہونے دی گئی نہ موجودہ حکمرانوں نے اب تک اس بارے میں کسی عزم کا اظہار کیا ہے اور ان سے یہ توقع رکھنا بھی حماقت ہے کیونکہ جو لوگ این آر او جیسے مجرم دوست اور مضحکہ خیز قانون کے تحت اقتدار میں آئے ہوں وہ کسی کا احتساب بھلا کیسے کرسکتے ہیں۔ ان حالات میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قوم کو اچھے دنوں کیلئے ابھی مزید جدوجہد کرنی ہوگی، یہ لٹیرے حکمران اپنے مسائل میں اضافہ تو کرسکتے ہیں، عوام کو کسی صورت میں سکھ نہیں پہنچا سکتے۔ صرف خوف خدا اور حب رسول سے سرشار قیادت ہی قوم کی کشتی کو بھنور سے نکال سکتی ہے اور اس کے لئے قوم کو اپنی صفوں کو منظم کرنا ہوگا۔ اچھے برے کی پہچان کرنا ہوگی اور نظام مصطفٰی کے علمبرداروں کو آگے بڑھانا ہوگا جنکے دامن ہر قسم کی کرپشن کی آلائشوں سے پاک ہیں۔

گورنر پنجاب کی قادیانیت نوازی

موجودہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد نے مرزا غلام احمد قادیانی کے آنجہانی ہونے کے سو سال پورے ہونے پر منعقدہ اجتماع لندن میں تبلیغ مرزائیت کی ایک نئی مہم کا اعلان کیا، جس میں پسماندہ افریقی ممالک کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی خصوصی طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی پاکستان میں مرزائی مبلغین کی ارتدادی سرگرمیوں میں کافی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جسکا ایک نمونہ PMC فیصل آباد میں مرزائی طلبہ وطالبات کی سرگرمیاں تھیں جنہوں نے لالچ اور دھونس دھاندلی حربے استعمال کرتے ہوئے چند طالبات کو مرتد کرنے کی کوشش کی۔ PMC کے محبت رسول سے سرشار غیرت مند طلبہ سراپا احتجاج بن گئے۔ طلبہ کے بھرپور احتجاج پر PMC کے پرنسپل نے کالج کے تمیں قادیانی طلبہ وطالبات کو کالج سے خارج کردیا۔ لیکن چند دن گزرے ہی پنجاب کے جیالے گورنر سلمان تاثیر نے ان طلبہ کو کسی خصوصی دباؤ پر بحال کردیا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو کہ قادیانیت کے تحفظ کیلئے فوری طور پر متحرک ہوجاتے ہیں لیکن ہم ارباب اختیار سے یہ ضرور کہیں گے کہ وہ قادیانیت نوازی کا رویہ ترک کریں اور ملک میں قانون کی بالادستی قائم کریں۔ جس طرح ہمارے حکمرانوں کو لال مسجد اور قبائلی علاقوں میں قانون کے نفاذ وبالادستی کو خصوصی خیال تھا اور انہیں محسوس ہوتا تھا کہ وہاں حکومتی رٹ کو چیلنج کیا جارہا ہے تو اسی طرح قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا اور اپنے باطل مذہب کی تبلیغ بھی پاکستانی آئین وقانون کی خلاف ورزی ہے اور انکی یہ سرگرمیاں بھی حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے کے مترادف ہیں اور اگر حکومتی ارباب نے اپنے طرز فکر میں تبدیلی پیدا نہ کی تو وہ وقت دور نہیں کہ مہنگائی، بے روزگاری اور بے انصافی کے ستائے ہوئے لوگ جو کسی موقع کی تلاش میں ہیں ایک جوالا مکھی کی طرح پھٹ پڑیں گے اور یہ سیلاب بلاخیز حکمرانوں سے دو کے ...

قانونِ توہینِ رسالت اور دربارِ نبوی ﷺ کے فیصلے

اسفند یار خان

سنن ابوداؤد میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ایک ام ولد تھی جو حضور رسالت مآب ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی اور منع کرنے پر بھی باز نہ آتی تھی۔ ایک رات اس نے آپ ﷺ کی ہجو شروع کی اور آپ ﷺ کی برائی کرنے لگی۔ جس پر اس نابینا صحابی نے چھرا اس کے پیٹ میں گھونپ دیا جس سے وہ مرگئی۔ جب صبح ہوئی تو اس کے قتل کا مقدمہ نبی ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا۔ آپ ﷺ نے ساری روئیداد سننے کے بعد تمام لوگوں کو حاضر عدالت ہونے کا حکم دیا اور جب سب جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے قسم دے کر فرمایا۔ جس شخص نے بھی یہ جرم کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے (یعنی اقبال جرم کرے)۔ جس پر وہ نابینا شخص مجمع کو پھلانگتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آ گیا اور عرض کیا "یارسول اللہ میں اس کا قاتل ہوں۔ وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہتی تھی۔ میری زجر و توبیخ اور منع کرنے پر بھی باز نہ آتی تھی۔ اس کے بطن سے میرے موتیوں کی مانند دو بیٹے ہیں اور وہ میری رفیق حیات بھی تھی لیکن کل رات جب اس نے آپ ﷺ کو برا بھلا کہا اور آپ ﷺ کی ہجو کی تو میں نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر اس کو مار دیا۔ حضور ﷺ کے سامنے اس کی کوئی تردید پیش نہیں ہوئی تو آپ ﷺ نے کھلی عدالت میں فرمایا۔

"دیکھو گواہ رہو" "ان دمھا ھدر" "اس کا خون رائیگاں گیا"۔ (یعنی اس کے خون کے بدلے قصاص یا دیت کا مطالبہ باقی نہیں رہا کیونکہ وہ واجب القتل ہو گئی تھی۔ (سنن ابی داؤد)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ جو مدینہ میں پیش آیا تھا، جس کا ذکر سورہ نساء کی آیت "فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم..." کی تفسیر میں ہے کہ جب ایک منافق نے حضور کے فیصلے کے بعد حضرت عمرؓ سے دوبارہ فیصلہ کی درخواست کی تو اسے بھی اہانت رسول کے جرم میں قتل کر دیا گیا اور جب اس کا مقدمہ عدالت نبوی ﷺ میں پیش ہوا تو اس کی سماعت کے بعد اس آیت کے نزول سے نہ صرف حضرت عمرؓ کے فیصلے کی عدالت الٰہی سے توثیق ہوئی بلکہ انہیں "فاروق" (یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والا) کے عالی مرتب خطاب سے بھی سرفراز فرمایا گیا۔

جابر بن عبداللہؓ انصاری سے روایت ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ نے صحابہ سے فرمایا "تم میں کون کعب بن اشرف کی خبر لے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے"



قتل کعب بن اشرف

جناب جابر بن عبداللہؓ انصاری سے روایت ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ نے صحابہ سے فرمایا "تم میں کون کعب بن اشرف کی خبر لے گا۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے" یہ سن کر محمد بن مسلمہ انصاریؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا "یارسول اللہ کیا آپ ﷺ کو منظور ہے کہ میں اسے قتل کروں" فرمایا "ہاں" جس پر انہوں نے کہا "تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے بہلانے کے لئے جس طرح مناسب سمجھوں معاملہ کروں" فرمایا "اجازت ہے" اس کے بعد محمد بن مسلمہ، کعب کے پاس پہنچے اور کہا "دیکھو یہ شخص (یعنی پیغمبر اسلام) ہم سے زکوٰۃ مانگتا ہے جبکہ ہمارے پاس خود کھانے کے لئے نہیں۔ عجب مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ ہمارے لئے کچھ قرض کا انتظام کرا دو" کعب نے کہا "ابھی کیا ہے۔ خدا کی قسم آگے چل کر تمہیں اور بھی بہت تکلیفیں اٹھانا پڑیں گی"۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا "بات یہ ہے کہ ہم ایک بار اس کی پیروی کر چکے ہیں، اب یہ اچھا نہیں لگتا کہ ایک دم اس کو چھوڑ دیں مگر دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ خیر ہم اس غرض سے آئے ہیں کہ ایک وسق یا دو وسق (غلہ یا کھجور) ہم کو قرض دلوا دو" کعب نے کہا اچھا اس کا انتظام ہو جائے گا مگر اس کے بدلے تمہیں رہن رکھنا ہوگا، انہوں نے کہا "کیا چیز ہم بطور رہن رکھیں" کعب نے کہا "اپنی عورتوں کو بطور رہن ہمارے پاس رکھو" جس پر ان لوگوں نے کہا "یہ بھی خوب! سارے عرب میں تم خوبصورت لوگ ہو، بھلا ہم کس طرح اپنی عورتوں کو تمہارے پاس گروی کر دیں"۔ اس نے کہا "اچھا اپنے بیٹوں کو ہمارے پاس گروی کرو" انہوں نے کہا "بیٹوں کو گروی کریں گے تو لوگ ساری عمر طعنہ دیں گے کہ ایک وسق یا دو وسق پر یہ گروی ہوئے تھے۔ البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس بطور رہن رکھ سکتے ہیں"۔ اس گفتگو کے بعد محمد بن مسلمہؓ رات کو پھر آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ جب رات کو آئے تو ابو نائلہ کو، جو کعب کا رضاعی بھائی تھا، ساتھ لائے۔ کعب نے ان کو قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے اتر کر نیچے ان سے آ کر ملا۔ جب وہ قلعہ سے اترنے لگا تو اس کی بیوی کہنے لگی "اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہو" کعب نے کہا "محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ مجھے بلا رہے ہیں"۔

گوشہ سیرت

سفیان کہتے ہیں، عمرو بن دینار کے سوا اور لوگوں نے یہ بات کہی کہ اس کی بیوی نے یہ بھی کہا "میں نے جو آواز سنی ہے اس سے خون ٹپک رہا ہے"۔

جب کعب سر سے چادر اوڑھے ہوئے اترا (اس خیال سے کہ مسلمانوں کا دستہ اس کے پاس گروی ہو جائے گا) تو اس کے بدن سے خوشبو کی مہک آ رہی تھی۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا "میں نے تو آج تک ایسی عطر بیز خوشبو نہیں سونگھی تھی"۔ عمرو کے سوا اور دوسرے راویوں نے یوں بیان کیا ہے کہ کعب نے اس کے جواب میں کہا "میرے پاس عرب کی ایسی عورت ہے جو سب سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن وجمال میں اس کی کوئی نظیر نہیں"۔ عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ محمد بن مسلمہؓ نے کعب سے کہا "کیا میں تمہارا سر سونگھ لوں" کعب نے کہا "ہاں سونگھ لو" محمد بن مسلمہؓ نے اس کا سر خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر کہا "ایک مرتبہ اور" اس نے کہا "اچھا" اس مرتبہ محمد بن مسلمہؓ نے کعب کا سر زور سے تھام لیا اور ساتھیوں سے کہا، ہاں اس کے سر لے لو اور انہوں نے اس کا کام تمام کر دیا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی"۔ (17)

کعب بن اشرف یہودی سردار تھا اور اسلام اور حضور ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ غزوۂ بدر میں جب کفار مکہ کو شکست ہوئی تو اس نے کہا "آج زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے" اس کا قتل ہجرت کے پچیسویں مہینے 14 ربیع الاول کو ہوا جبکہ اسلامی ریاست مدینہ میں قائم ہو چکی تھی۔ بدبخت کعب حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی ہجو کرتا تھا اور آپ ﷺ کا مذاق اڑایا کرتا تھا اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شاتم رسول کی سزا میں دوستی اور بھائی کا رشتہ بھی مانع نہیں آتا۔

صحیح بخاری میں "کتاب المغازی" کے علاوہ "طبقات ابن سعد" میں بھی اس واقعہ کی تفصیلات موجود ہیں۔

امام عبدالرزاق بن ہمام کے مقام اور مرتبہ سے اہل علم واقف ہیں۔ یہ امام بخاری کے جلیل القدر استاد اور تبع تابعین ہیں۔ ان کا دور دوسری صدی ہجری کے آغاز کا دور ہے۔ ان کے مجموعہ احادیث کا نام "المصنف" ہے۔ جس میں انہوں نے "سب النبی" کا مستقل باب قائم کیا ہے۔ یہ احادیث 9704 سے شروع ہو کر 9708 پر ختم ہوتی ہیں۔

حدیث 9704: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے بارے میں دشنام طرازی کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "کون ہے جو ہمارے اس دشمن کی خبر لے گا" اس پر جناب زبیرؓ نے کہا، "میں حاضر ہوں" پھر حضرت زبیرؓ نے جا کر اس گستاخ رسول کو واصل جہنم کیا۔

حدیث 9705: ایک بدبخت عورت حضور ﷺ کو گالیاں دیتی رہتی تھی۔ حضور ﷺ کے حکم سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کا منہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔

حدیث 9706: ایک نصرانی شخص کے قتل کے بارے میں ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو گالیاں دی تھیں جس پر اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔

حضرت علیؓ نے حکم دیا جس نے سرکار مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی اس کی گردن ماردی جائے

حدیث 9707: سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی تکذیب کی۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ سے فرمایا "جاؤ اور اگر وہ مل جائے تو اسے قتل کر دو"۔

حدیث 9708: حضرت علیؓ نے حکم دیا جس نے سرکار مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی اس کی گردن ماردی جائے۔ امیر المومنین کا یہ فرمان ابن التیمی کے والد نے سنا جسے ابن التیمی نے صاحب "المصنف" امام عبدالرزاق بن ہمام سے بیان کیا۔

سنن ابوداؤد میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ

ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ میں نے اپنے والد کو آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا تو یہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اس لئے اسے میں نے قتل کر دیا"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی اور آپ ﷺ کی ہجو کرتی تھی۔ ایک شخص نے ہمیشہ کیلئے اس کا منہ بند کر دیا (یعنی اسے مار دیا گیا) جب حضور ﷺ کے سامنے اس کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دیا۔ (یعنی اس کے ورثا کو قصاص یا دیت کا حق دار نہیں سمجھا گیا)۔

قاضی عیاضؒ نے کتاب "الشفاء" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ خطمہ کی ایک عورت نے حضور ﷺ کی ہجو کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کون ہے جو میرے لئے اس سے نمٹے گا"۔ اسی قبیلہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا، یارسول اللہ یہ کام میں سرانجام دوں گا" چنانچہ وہ گیا اس نے جا کر اس عورت کو قتل کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا "اس کا خون مباح ہے"۔

کتاب "الشفاء" میں ابن قانع سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ میں نے اپنے والد کو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا تو یہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اس لئے اسے میں نے قتل کر دیا"۔ آپ ﷺ نے اس سے بازپرس نہیں فرمائی۔

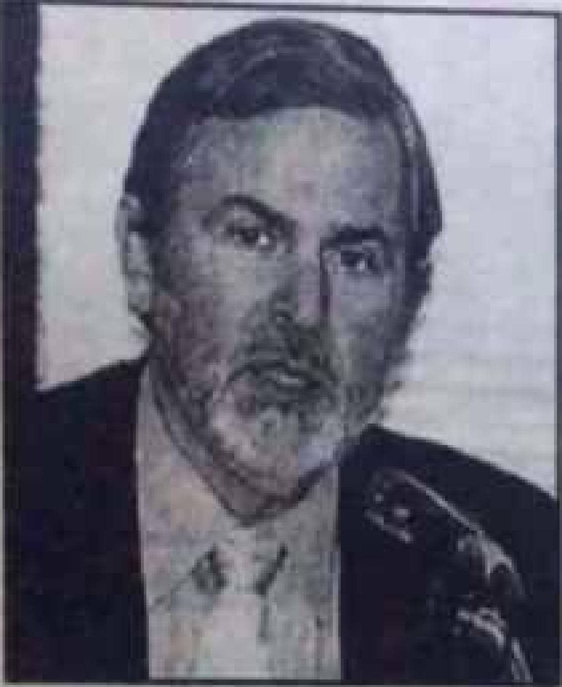
وطن عزیز کی سلامتی اور بقا پر منڈلاتے سنگین خطرات ● صیہونی اور یہودی طاقتیں پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر رہی ہیں

پاکستان کی مزید تقسیم...... استعماری قوتوں کی نئی سازش

امریکی نائب وزیر خارجہ "رچرڈ باؤچر" کا موجودہ دورہ پاکستان اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے

ایم اے قادری

گزشتہ دنوں اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کے ترجمان فیصل محمد کی جانب سے دیا جانے والا یہ بیان انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ "استعماری قوتیں پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر رہی ہیں اور پاکستان کو ایران سے زیادہ خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، انہوں نے کہا کہ استعماری قوتوں نے پاکستان کو دنیا کے خطرناک ترین ممالک کی فہرست میں شامل کر لیا ہے، اور عالمی طاقتوں نے پاکستان کو شخصی اور گروہی معاملات میں الجھا رکھا ہے، انہوں نے کہا کہ او آئی سی ممالک پاکستان کے حوالے سے عالمی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ موجودہ صورت حال کو پُر امن طریقے سے حل کیا جائے جس کیلئے وہ علاقائی طاقتوں سے رابطے میں ہیں" او آئی سی کے ترجمان فیصل محمد کا یہ بیان پاکستان کے حکمرانوں سیاسی عسکری قائدین اور میڈیا کیلئے اس لحاظ سے بھی فوری توجہ اور وطن عزیز کی محب وطن عوام کیلئے تشویش کا باعث ہے کہ گزشتہ دنوں پاکستان کے ایک موقر روزنامے میں شائع ہونے والی بدنام زمانہ امریکن سی آئی اے کے حوالے سے ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ امریکن سی آئی اے نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کیلئے کام کرنے والے اپنے خصوصی شعبے پاکستان ویسٹرن ایسٹرن ونگ (PWE) کو پاکستان کی مزید تقسیم کیلئے ازسر نو بحال کر دیا ہے، اس رپورٹ کے مطابق امریکی کانگریس نے بھاری اکثریت سے اس منصوبے کیلئے ایک کھرب ڈالر کا خفیہ بجٹ بھی منظور کیا ہے، واضح رہے کہ پاکستان ویسٹرن ایسٹرن ونگ (PWE) کو 1969ء میں قائم کیا گیا تھا اور اس کا مقصد مشرقی پاکستان کی علیحدگی کیلئے راستہ ہموار کرنا تھا، بنگلہ دیش بن جانے کے بعد اس ونگ کو پاکستان ڈیسک میں ضم کر دیا گیا تھا، تازہ ترین رپورٹوں کے مطابق دوبارہ اس ونگ کو فعال اور متحرک کرنے کا مقصد پاکستان میں لسانی، علاقائی اور صوبائی خودمختاری جیسے نازک معاملات کو ہوا دے کر علیحدگی پسند تحریکوں کو منظم کرنا اور ان کیلئے سازگار حالات پیدا کرنا ہے، امریکن سی آئی اے کی کوشش ہے کہ پاکستان کو چار صوبائی زون کے علاوہ اسے مزید آٹھ زون یا صوبوں میں تقسیم کرا دیا جائے یا پنجاب، سندھ، سرحد، کشمیر اور بلوچستان میں قلعت و ریاست کے منصوبے بنائے جائیں، رپورٹ میں یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ جس طرح امریکن سی آئی اے 2001ء سے بلوچستان میں سمندری علاقوں پر مشتمل ایک مضبوط ریاست بنانے کیلئے سرگرم عمل ہے، اسی طرح امریکن سی آئی اے 1995ء سے سندھ کو دو حصوں میں تقسیم کے منصوبے پر بھی عمل پیرا ہے امریکہ کی خواہش ہے کہ کراچی اور حیدرآباد پر مشتمل دونوں شہروں کو مستقبل میں وہ اپنی بزنس کالونی کے طور پر استعمال کر سکے، امریکن سی آئی اے کے اس ناپاک منصوبے میں بھارتی خفیہ ایجنسی را، اور اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد بھی شامل ہیں، امریکن خفیہ ادارے سی آئی اے کی اس رپورٹ کے تانے بانے 2006ء میں امریکن آرمڈ فورسز جرنل کے سابق فوجی افسر اور دفاعی امور کے ماہر رالف پیٹرز کی "Blood borders:How a better Middle East Would Look" کے عنوان سے شائع ہونے والی تحریر سے ملتے ہیں جس میں اس نے مشرق وسطیٰ اور پاکستان کی تقسیم کو اس بنیاد پر ناگزیر قرار دیا تھا کہ ان کی سرحدیں غیر فطری ہیں، رالف پیٹرز کے منصوبے کے مطابق عراق کی تین حصوں میں تقسیم کے علاوہ سعودی عرب سمیت خلیجی ریاستوں اور دیگر عرب ملکوں کی شیعہ آبادی پر مشتمل ایک عرب شیعہ ریاست اور ایک کرد ریاست کے قیام اور مشرق وسطیٰ کے نقشے میں مزید تبدیلیوں کے علاوہ پاکستان کے جغرافیے کو تبدیل کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے، رالف پیٹرز کی اس اسکیم میں ایک آزاد بلوچستان کے قیام کو ناگزیر قرار دینے کے ساتھ صوبہ سرحد کی افغانستان میں اور افغانستان کے شیعہ آبادی والے صوبوں کو ایران میں شمولیت کی تجویز بھی پیش کی گئی ہے، جبکہ مکے اور مدینے کو سعودی عرب سے الگ کر کے ویٹی کن کے طرز پر علیحدہ ریاست بنانے کو مسلم دنیا میں بے چینی کے اسباب کے خاتمے کیلئے ضروری خیال کیا گیا ہے۔



> امریکن سی آئی اے نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کیلئے کام کرنے والے اپنے خصوصی شعبے
> پاکستان ویسٹرن ایسٹرن ونگ (PWE) کو پاکستان کی مزید تقسیم کیلئے ازسر نو بحال کر دیا ہے



یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ عالم اسلام کے خلاف استعماری طاقتوں کی سازشیں گذشتہ کئی برسوں سے جاری ہیں اور وہ مسلم ممالک کو کمزور کرنے اور امت مسلمہ کو تقسیم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں، نائن الیون کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادی مغربی ممالک کھل کر اسلامی مسلم ممالک کے خلاف صف آراء ہو چکے ہیں اور انھوں نے دہشت گردی کے خلاف نام نہاد عالمی جنگ کے نام پر عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگوں کا آغاز کر دیا ہے، جس کا اصل ہدف بالخصوص وہ اسلامی ممالک ہیں جنھیں قدرت نے بے پناہ قدرتی وسائل اور معدنی دولت سے نوازا ہے یا جو جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد عالمی جنگ اپنے آغاز کے روز اوّل سے صرف مسلم ممالک کے خلاف لڑی جارہی ہے، امریکہ اور اس کے اتحادی مغربی ممالک نے دہشت گردی اور انتہا پسندی کے نام پر اپنے جنگی جنون میں مبتلا ہو کر محض مفروضات کی بنیاد پر افغانستان اور عراق کو وحشیانہ طریقے سے اپنی بربریت کا نشانہ بنا کر تخت و تاراج کر دیا، ہنستی جاگتی بستیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا، لاکھوں چلتے پھرتے زندگی سے بھرپور انسانوں کو موت کی نیند سلادیا، اور اب وہ جہاں ایک طرف ایران کے خلاف پابندیاں عائد کر رہے

18 فروری کے عوامی مینڈیٹ کے باوجود صدر کا غیر آئینی انتخاب، پی سی او کا نفاذ، ججوں کی معزولی، کمزور پارلیمنٹ، صدر پرویز مشرف کی عمل داری اور امریکی مداخلت کے تمام پتھر جو کے توں وہیں پڑے ہیں

ہیں اور اُسے دھمکیاں دے رہے ہیں وہاں دوسری طرف پاکستان کو جو اس نام نہاد عالمی جنگ کا اہم ترین اتحادی بھی ہے کے خلاف زہریلا منفی پروپیگنڈہ بھی جاری ہے اور من گھڑت، جعلی اور مفروضات پر مبنی رپورٹس کی بنیاد پر قبائلی علاقوں کو القاعدہ اور طالبان کی پناہ گاہ قرار دے کر وہاں اسامہ بن لادن سمیت القاعدہ کے اہم ترین رہنماؤں کی موجودگی کے الزامات عائد کیے جارہے ہیں اور پاکستان پر براہ راست حملے کی دھمکیاں بھی دی جارہی ہیں، ایک امریکی اخبار واشنگٹن ٹائمز نے تو یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ 11 ستمبر کے حملوں کے بعد افغانستان میں القاعدہ کے خلاف امریکہ کی جنگ کے دوران صدر پرویز مشرف نے امریکہ کو اس بات کی اجازت دی تھی کہ اگر القاعدہ کے رہنما اسامہ بن لادن پاکستانی قبائلی علاقے میں موجود ہوں تو انھیں ڈرون طیارے کے ذریعے میزائل سے نشانہ بنایا جاسکتا ہے، امریکی فوجی حکام کا خیال ہے کہ اگر پاکستانی علاقے میں اسامہ کی موجودگی کی مصدقہ اطلاعات مل جائیں تو امریکہ پاکستان کے قبائلی علاقوں پر حملہ کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے، 18 فروری کے انتخابات کے بعد چاہیے یہ تھا کہ کولیشن حکومت عوامی مینڈیٹ کا سہارا لے کر امریکہ اور صدر مشرف کے مابین ان تمام خفیہ اور اعلانیہ معاہدوں کا کھوج لگاتی جن کی بنیاد پر امریکی فورسز جب چاہیں قبائلی علاقوں پر حملہ کر دیتی ہیں، لیکن ایسا لگتا ہے کہ کچھ بھی نہیں بدلا اب بھی وہی ہے، وہی آئین ہے وہی قانون ہے، پیپلز پارٹی نے این آر او خرید کر اپنی خودی ہی بیچ ڈالی ہے جس کے سبب حکومت نے صدر مشرف سے اختیارات لینے کی کوشش ہی نہیں کی، آج کا سیاسی منظر یہ ہے کہ 18 فروری کے عوامی مینڈیٹ کے باوجود صدر کا غیر آئینی انتخاب، پی سی او کا نفاذ، ججوں کی معزولی، کمزور پارلیمنٹ، صدر پرویز مشرف کی عمل داری اور امریکی مداخلت کے تمام پتھر جو کے توں وہیں پڑے ہیں، جہاں 3 نومبر 2007ء کے آمرانہ اقدام کے بعد ڈالے گئے تھے، قبائلی علاقوں میں امریکی حملوں کی صورت میں جس طرح کل قیامت ٹوٹی تھی آج بھی وہی صورتحال ہے، کل تک ہمارے حکمران امریکی حملے کو اپنی کاروائی قرار دیتے تھے جبکہ آج یہ حال ہے کہ موجودہ ارباب اقتدار سرے سے ہی واقعہ کے انکاری ہو جاتے ہیں، اس تمام صورتحال میں یوں لگتا ہے کہ آج کی حکومت نے پرویز مشرف سے زیادہ امریکہ کی خدمت گاری اور کاسہ لیسی کا تہیہ کر کے عوامی مینڈیٹ مٹی میں ملا دیا ہے، جس کی وجہ سے آج حامد کرزئی جیسا کمزور شخص بھی پاکستان کو دھمکیاں دینے پر اتر آیا ہے۔

اس تمام تناظر میں امریکی نیشنل سیکورٹی کونسل کے سربراہ گورڈن کا بیان اس حوالے سے بہت ہی اہم سمجھا جانا چاہیے کہ "بات چیت کے عمل کے باوجود فوجی کاروائی معطل نہیں کی جانی چاہیے" اس بار تو امریکی میڈیا کی خواہش کے ساتھ سامنے آیا ہے کہ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں آپریشن فوج ہی کرے، ایف سی اس قابل نہیں کہ وہ طالبان پر قابو پاسکے، یہ عجیب معاملہ ہے کہ امریکی میڈیا مسلسل قبائلی علاقوں کے حوالے سے معاندانہ پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور اسے بش انتظامیہ کی مکمل پشت پناہی حاصل

امریکی میڈیا نے حال ہی میں پاکستان سے متعلق پینٹاگون کی حکمت عملی اور بش انتظامیہ کے ساتھ امریکن سی آئی اے کے اختلافات کی کہانی پوری طرح کھول کر بیان کردی ہے جس کے مطابق سی آئی اے پاک افغان سرحد پر امریکی فورسز کے دستوں کی تعیناتی کا فیصلہ تین سال قبل کرچکی تھی اور گزشتہ سال مارچ میں امریکی نائب صدر ڈک چینی اور سی آئی اے کے اعلیٰ عہدیدار نے دورہ اسلام آباد کے دوران اس منصوبے کی تفصیلات صدر پرویز مشرف کے سامنے رکھی تھیں مگر انہوں نے کسی کو اس کی بھنک نہیں پڑنے دی کہا جارہا ہے کہ قبائلی علاقوں میں آپریشن کیلئے دباؤ اسی حکمت عملی کا حصہ ہے، یہاں یہ بات بھی انتہائی قابل توجہ ہے کہ قبائلی علاقوں میں آپریشن کے تازہ فیصلے کے ساتھ ہی ملک کے ممتاز ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا یہ بیان بھی سامنے آیا کہ امریکہ 2015 تک پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے اور صدر پرویز مشرف اس امریکی ایجنڈے میں شریک ہیں، ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی جانب سے دیے جانے والے اس بیان پر حکومت اور حکومتی حلقوں کی جانب مکمل خاموشی اس شبے کو مزید تقویت دے رہی ہے۔

اگرچہ پاکستان ہمیشہ ہی سے امریکی مفادات کے تابع رہا ہے اور ہر حکمران نے امریکی خوشنودی کے حصول کیلئے وہ سب کچھ کیا جو امریکہ چاہتا تھا لیکن 9/11 کے بعد سے جس طرح پاکستان نے امریکہ کی جانب سے چلائی جانے والی دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں فرنٹ مین اسٹیٹ بننے کا فیصلہ کیا، وہ پوری قوم کیلئے حیران کن تھا، صدر پرویز مشرف جو اس وقت فوجی سربراہ تھے کے بقول ان کے پاس امریکہ کی حمایت کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، اور انہوں نے یہ فیصلہ ''سب سے پہلے پاکستان'' کو مدنظر رکھ کر کیا تھا، ان ہی کے بقول ان کو اسی فیصلے پر عمل درآمد کرنا تھا جو امریکہ نے انہیں تجویز کیا تھا، ورنہ دوسری صورت میں امریکہ ہمیں تورا بورا میں تبدیل کرسکتا تھا، حالانکہ 9/11 سے قبل جنرل پرویز مشرف بیرونی دنیا بشمول امریکہ کو یہ باور کراتے رہے کہ وہ دہشت گردی اور جہاد میں فرق سمجھیں اور دونوں کو ایک نظر سے نہ دیکھا جائے اور اسی طرح وہ طالبان کی حمایت بھی کرتے رہے لیکن 9/11 کے بعد پاکستان اور جنرل پرویز مشرف کی جانب سے امریکی دباؤ پر یوٹرن نے ملک کو ایک نئی صورت حال سے دوچار کردیا، اور دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کیلئے امریکی جنگ میں پیش پیش پاکستان خود بھی دہشت گردی کا شکار ہوکر رہ گیا، آج یہ حال ہے کہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے باوجود پاکستان کو دنیا بھر میں دہشت گرد ملک کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

اس وقت امریکی نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر پاکستان کے دورے پر ہیں جو امریکی حکومت کا نیا خفیہ پیغام لے کر پاکستان آئے ہوئے ہیں، ان کا یہ دورہ ایک ایسے وقت میں ہورہا ہے جب کہ نئی حکومت نے صوبہ سرحد میں قبائل کے ساتھ امن معاہدوں کو ختم کرکے خیبر ایجنسی میں فوجی آپریشن



کا آغاز کیا ہوا ہے، پاکستان جو پہلے ہی سیاسی اور معاشی عدم استحکام کا شکار ہے ان حالات میں طاقت کے ذریعے معاملات کو حل کرنے کی کوشش ملک و قوم کیلئے سنگین مسائل پیدا کرسکتی ہے جس کی وجہ سے پاکستان کی سالمیت کو شدید خطرات لاحق ہوسکتے ہیں، اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ صوبہ سرحد کے قبائلی علاقوں میں کافی عرصے سے امن و امان کی صورت حال خراب چلی آرہی ہے، لیکن یہ صورتحال حالیہ جھڑپوں سے قبل اتنی خراب اور پیچیدہ نوعیت کی نہیں تھی کہ جس کی وجہ سے وہاں فوجی ایکشن کیا جاسکے اور نہ ہی حالات اتنے خراب تھے کہ صوبائی حکومت ان کو کنٹرول کرنے کے قابل نہیں تھی، ماضی میں مشرقی پاکستان کے خلاف فوجی کاروائی کا انجام قوم کو عبرتناک شکست اور 90 ہزار جنگی قیدیوں اور ڈھائی لاکھ محصور پاکستانیوں کی صورت میں بھگتنا پڑا ہے اس سے قبل بھی حکومت بلوچستان میں 1948، 1958، 1973 اور 2005 میں فوجی کاروائی کرچکی ہے جس کے نتائج غصہ، نفرت، بغاوت اور سوائے اپنے بھائیوں کے قتل اور کچھ حاصل نہیں ہوا، پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار فوج کو مسجد، مدرسوں اور مذہبی عناصر کے خلاف صرف استعمال کیا گیا ہے جس کی وجہ سے بالعموم پورے ملک میں اور بالخصوص صوبہ سرحد میں شدید ناراضی پائی جاتی ہے، سنجیدہ حلقوں کا خیال ہے کہ لال مسجد کے معاملے پر فوج نے براہ راست ملوث ہوکر سراسر نقصان اور گھاٹے کا سودا کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ جس فوج کو قوم نے گزشتہ ساٹھ برس کے دوران اپنے خون پسینے کی کمائی سے دنیا کی چند بڑی افواج میں شامل ہونے کا اعزاز بخشا، اب وہی فوج اپنے ہی بے گناہ اور معصوم عوام کے خلاف وزیرستان سے بلوچستان اور اسلام آباد سے سوات تک لڑتی نظر آتی ہے، حالانکہ اس فوج کو پاکستانی قوم نے روکھی سوکھی کھا کر اپنے ازلی دشمنوں کے مقابلے کیلئے پروان چڑھایا تھا، لیکن ہمارے حکمرانوں نے اسے اصل مقاصد اور اہداف سے ہٹا کر اپنے ہی محب وطن عوام کو تختہ مشق بنانے کے کام پر لگا دیا ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف عوام میں فوج کا امیج متاثر ہورہا ہے، بلکہ اس سے فوج اور عوام کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج دن بہ دن وسیع تر ہوتی جارہی ہے، جس کا خمیازہ افواج پاکستان کے ساتھ ساتھ پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ صوبہ سرحد میں فوج کی تعیناتی اور فوجی آپریشن کے ذریعے نہ تو امن و امان قائم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی یہ اس مسئلے کا حل ہے، بلکہ حکمت اور دانشمندی کا تقاضہ یہ تھا کہ صوبہ سرحد میں بدامنی کے اسباب معلوم کرکے ان کے سدباب کی جانب فوری توجہ دی جاتی، اس وقت صوبہ سرحد میں بدامنی کے دیگر کئی اسباب کے علاوہ سب سے بڑا سبب قبائلی علاقے میں جاری فوجی آپریشن ہے، جس کے خلاف قبائل سمیت صوبے کے عوام میں شدید ناراضی پائی جاتی ہے اسی طرح دوسری جانب اتحادی اور امریکی افواج کی

بقیہ صفحہ نمبر 32 پر ملاحظہ فرمائیں

میں جو کچھ ہوں تحریک نظام مصطفیٰ اور مولانا نورانی سے وابستگی کی وجہ سے ہوں

قاری محمد زوار بہادر

آج یورپ کے پادری گرجے کی ویرانی اور مساجد کی آبادی سے پریشان ہیں، یورپ میں جگہ جگہ گرجا گھروں پر Chruch for Sale کے بورڈ لگے ہیں

حکمرانوں نے وسائل پر قبضہ کرر کھا ہے اور مسائل عوام کیلئے چھوڑ دئیے ہیں

اپنے ذاتی حالات کے بارے میں محترم قاری صاحب نے فرمایا کہ میری پیدائش 3 جنوری 1959ء میں گلبرگ لاہور میں ہوئی اس وقت یہ جدید گلبرگ آباد نہ ہوا تھا بلکہ یہ لاہور کے مضافات میں شامل تھا اور اسکا نام "محمدی کوٹ" تھا۔ میرے والد کا نام میاں محمد عنایت تھا جو کہ ایک خدا ترس اور دیندار شخص تھے۔ ہمارا آبائی علاقہ راؤ خان والا ہے جو کہ رائے ونڈ کے ساتھ ایک قدیمی قصبہ ہے۔ میں نے مڈل تک کی تعلیم یہیں گلبرگ میں حاصل کی جسکے بعد والدین کی خواہش پر میں حفظ قرآن کی سعادت کے حصول میں مشغول ہو گیا۔ حفظ قرآن کے بعد میں نے لاہور سے میٹرک کیا اور پھر درس نظامی کی تکمیل کیلئے گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ چلا گیا جہاں "جامعہ چراغیہ" میں ابتدائی کتب سے منتہی کتب تک پڑھیں۔ جامعہ چراغیہ کے مہتمم اور ہمارے استاد پیر سید محمد شہسوار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کہ جامعہ منظر الاسلام بریلی شریف کے فاضل تھے۔ انہی کے دست حق پرست پر میں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ دورۂ حدیث کے بعد میں لاہور آگیا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور 1982ء میں GC سے گریجویشن کیا۔ 1986ء میں جامعہ فریدیہ ساہیوال سے تنظیم المدارس کے زیر اہتمام منعقدہ شہادت العالمیہ کا امتحان دیا۔ اس امتحان میں علامہ شبیر احمد ہاشمی اور جناب محمد خان لغاری ساتھ تھے۔ تجوید و قرأت کی تعلیم میں نے قاری غلام رسول (ایم اے فیصل آباد) سے حاصل کی۔ 1980ء میں میری شادی ہوئی اور اللہ نے چار بیٹوں محمد احمد، محمد حامد، محمد محمود اور محمد حماد سے نوازا ہے۔ بڑا بیٹا محمد احمد حافظ قرآن ہے اور فرسٹ ائیر کا طالب علم ہے اسی طرح چھوٹے بیٹے بھی دینی تعلیم کے ساتھ کالج و اسکول کی تعلیم کے حصول میں مشغول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میرے بیٹے اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول ساتھ ساتھ نظام مصطفیٰ کے سپاہی بنیں۔



☆ اپنے تحریکی سفر کے بارے میں ناظم اعلیٰ صاحب نے کہا کہ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں میں بطور کارکن و طالبعلم شریک تھا اور لاہور میں داتا دربار سے نکلنے والے ہر جلوس میں ضرور شریک ہوتا اور اسی دور میں میں

پرعزم، بلند آہنگ، دینی اداروں کے امین، یہ ہیں قائد نظام مصطفیٰ جمعیت علماء پاکستان کے نومنتخب ناظم اعلیٰ قاری محمد زوار بہادر صاحب۔ ہمہ تن مصروف، ایک طرف جمعیت کی تنظیمی سرگرمیاں دوسری طرف جامعہ محمدیہ رضویہ کے انتظام و انصرام۔ یورپ کے تبلیغی دوروں کے ساتھ ساتھ الصفہ اسلامک یونیورسٹی جیسا عظیم تعلیمی منصوبہ لیکر چل رہے ہیں۔ عرصہ دراز سے جمعیت کے تنظیمی افق پر چمکتے دکھائی دے رہے ہیں۔ جید عالم، بلند آہنگ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ کہنہ مشق صحافی ہیں اور پنجاب کے صحافتی حلقوں میں خوب رسائی رکھتے ہیں۔ موضوع اگر نظام مصطفیٰ پر بولنا ہو اور اگر بھر جائے امام نورانی کا تو پھر خطابت اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ روایتی طرز زندگی کے حامل، خوش لباس اور خوش اخلاق بھی ہیں۔ اپنے بارے میں انکا کہنا ہے کہ میں ایک نام کو نہیں تھا۔ آج میں جو کچھ بھی ہوں تحریک نظام مصطفیٰ اور امام نورانی سے وابستگی کی وجہ سے ہوں۔ 22 جون 2008ء جمعیت کے مرکزی انتخابات کے بعد ہم نے محترم قاری زوار بہادر صاحب سے انٹرویو کیلئے وقت مانگا تو بلاتکلف کہنے لگے کہ میں ہر وقت حاضر ہوں۔ ہم 23 جون بروز [illegible] بعد نماز عصر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹریٹ گلبرگ لاہور میں پہنچے ہوئے تو قاری محمد زوار بہادر صاحب، جناب عبدالرشید رضوی، فیض محمد ہاشمی اور حافظ افضال نورانی کے ہمراہ ہمارے منتظر تھے۔ قاری صاحب سے جو گفتگو ہوئی وہ قارئین افق کیلئے پیش خدمت ہے۔



صفہ اسلامک یونیورسٹی کے سنگ بنیاد رکھے جانے کے موقع پر علامہ شاہ احمد نورانی
گورنر پنجاب خالد مقبول صدیقی، جنرل کے ایم اظہر، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور قاری زوار بہادر کے ساتھ

نے قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی کی زیارت کی۔ 1978ء میں باقاعدہ جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوا اور مجھے بے یو پی حلقہ گلبرگ کا سیکریٹری مالیات نامزد کیا گیا، اس کے کچھ عرصہ بعد جب جنرل ضیاء الحق صاحب کا مارشل لاء اپنے عروج پر تھا اور انہوں نے سیاسی جماعتوں اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی تو پنجاب میں جماعت اہلسنت کو فعال کیا گیا اور ملتان میں تاریخی سنی کانفرنس منعقد ہوئی میں نے اس عظیم کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ 1982ء میں جماعت اہلسنت لاہور کے انتخابات میں احباب جمعیت نے قاری غلام رسول صاحب کو صدر اور مجھے سیکریٹری منتخب کیا۔ 1983ء میں جماعت اہلسنت پنجاب کا سیکریٹری اطلاعات نامزد کیا گیا۔ 1984ء میں ہم نے سعودی حکمرانوں کے مظالم کے خلاف لاہور میں "حجاز کانفرنس" منعقد کی۔ اس کانفرنس کا انعقاد موچی دروازہ لاہور میں ہونا تھا لیکن حکومت نے ہمیں اسکی اجازت نہ دی جسکے بعد یہ کانفرنس ہم نے داتا دربار میں منعقد کی۔ اس کانفرنس کی کمیٹی میں علامہ اقبال اظہری، امجد علی چشتی کے ساتھ میں بھی تھا۔ 1984ء میں پہلی مرتبہ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ہماری مسجد جامع محمدیہ گلبرگ میں "تحفظ مقام مصطفیٰ کانفرنس" سے خطاب کرنے کیلئے تشریف لائے نیز اسی سال میں قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی نے بھی پہلی مرتبہ ہماری مسجد میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا اور امامت فرمائی۔

☆ 1986ء میں ہمارے مدرسے میں جماعت اہلسنت کا مرکزی دفتر قائم کیا گیا جسکے بعد قائدین سے قربت میں اضافہ ہوا۔ 1986ء سے 1988ء تک مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اکثر نماز جمعہ میں ہماری مسجد میں تشریف لے آتے اور خطاب فرمایا کرتے، ہماری مسجد ایک مرکزی مقام پر واقع ہے جہاں جمعۃ المبارک کا اجتماع بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ مجاہد ملت کے خطابات بڑے باطل شکن ہوتے۔ آپ ضیاء الحق کو یزید وقت کہتے تھے اور اسکی اسلام دشمن، امریکہ پرست پالیسیوں پر شدید تنقید کرتے، قائدین کے ان باطل شکن خطابات کی وجہ سے بہت سے پیسے والے صاحبان ثروت نے مسجد کی سرپرستی اور معاونت چھوڑ دی مگر اس نازک موقع پر اللہ نے ہمیں استقامت عطا فرمائی جسکی قیادت نے بڑی قدر کی کہ یہ بندہ قربانی دینے والا ہے۔

جب 1990ء میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور قائد ملت اسلامیہ امام نورانی کے درمیان اختلافات واقع ہوئے تو میں نے اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے امام نورانی کا ساتھ دیا کیونکہ میں سمجھتا تھا اس اختلاف میں مولانا نورانی حق پر ہیں جب کے اس دور میں میں نیازی صاحب کے بہت قریب تھا۔

حضرت علامہ کاظمی صاحب فرماتے تھے کہ حضرت نورانی صاحب اللہ کے ولی ہیں، میرے قائد ہیں

ہماری بدقسمتی ہے کہ صاحبزادگان کا مزاج تنظیمی نہیں ہوتا اور وہ نظم وضبط کے پابند نہیں ہوتے، ہاتھ چومنے والے، ناز اٹھانے والے انکا مزاج خراب کردیتے ہیں جو کہ ان صاحبزادگان کے ساتھ زیادتی ہے وہ اس وجہ سے علم، صلاحیت اور محنت کی طرف نہیں جاتے۔ حضرت قائد اہلسنت نے ہمیشہ اس غیر تنظیمی رویہ کی مذمت کی، ادب واحترام اپنی جگہ پر مگر تنظیم نظم وضبط سکھاتی ہے۔ تحریکوں میں کارکردگی کی اہمیت ہوتی ہے

اسی دور میں جب مجاہد ملت کے احباب نے جمعیت کے مرکزی دفتر 7 سکندر روڈ پر جبری قبضہ کیا تو جمعیت کا مرکزی دفتر فوری طور پر ہمارے یہاں منتقل کردیا گیا چھ ماہ بعد جنرل کے ایم اظہر صاحب نے جب اپر مال پر دفتر کا انتظام کیا تو دفتر وہاں منتقل ہوا اور جب وہ دفتر ایک طویل مقدمے بازی کے بعد ہم سے چھنا تو جمعیت کا مرکزی دفتر ایک بار پھر جامعہ محمدیہ غوثیہ میں منتقل ہوا اور جب سے ہم مرکزی دفتر کا انتظام اور دیگر امور کو یہاں سے چلا رہے ہیں۔ 1997ء میں علامہ سید حامد سعید کاظمی صاحب کے ساتھ صوبہ پنجاب کا جنرل سیکریٹری منتخب ہوا مگر یہ سیٹ اپ زیادہ عرصہ نہیں چل سکا، ہماری بدقسمتی ہے کہ صاحبزادگان کا مزاج تنظیمی نہیں ہوتا اور وہ نظم وضبط کے پابند نہیں ہوتے، ہاتھ چومنے والے، ناز اٹھانے والے انکا مزاج خراب کردیتے ہیں جو کہ ان صاحبزادگان کے ساتھ زیادتی ہے وہ اس وجہ سے علم، صلاحیت اور محنت کی طرف نہیں جاتے۔ حضرت قائد اہلسنت نے ہمیشہ اس غیر تنظیمی رویہ کی



افق پینل السید عقیل انجم، فیض احمد ہاشمی، قاری محمد زوار بہادر سے مصروف گفتگو ہیں

خدمت کی مد ادب و احترام اپنی جگہ پر مگر تنظیم نظم و ضبط سکھاتی ہے۔ تحریکوں میں کارکردگی کی اہمیت ہوتی ہے۔ میرے چھ مہینے کا تنظیمی کام دیکھ کر حضرت نے مجھے سراہا اور بہت افزائی فرمائی۔ مجھے حضرت قائد اہلسنت کے ہمراہ آپ کے عالمی تبلیغی دوروں میں بھی ساتھ رہنے کا بھرپور موقع ملا اور حضرت کی اس قربت نے مجھے بہت کچھ سکھایا اور اس ولی کامل کی زندگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

1995ء میں ہم نے لیسٹر UK میں عالمی اسلامی کانفرنس منعقد کی جس میں انگلینڈ کے علماء و مشائخ کو یکجا کیا اور ورلڈ اسلامک مشن کے کام کو منظم کیا۔ اس کانفرنس کی تجویز بھی اس فقیر کی تھی۔ اس سے قبل حضرت قائد ملت اسلامیہ امام نورانی انگلینڈ کے بعض علماء و مشائخ کے رویے سے بہت نالاں تھے اور کافی عرصے انگلینڈ کا دورہ بھی نہیں فرما رہے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ جب 1978ء میں انگلینڈ میں حضرت نے

کچھ بھی تبدیل نہیں ہوا صرف شوکت عزیز کی جگہ یوسف رضا گیلانی نے لے لی اور مشرف کے ساتھ چوہدریوں کی جگہ پر زرداری صاحب آگئے ہیں

WIM کے کام کا آغاز کیا تو کچھ مشائخ نے حضرت کی شدید مخالفت کی اور آپ کے خلاف سازشیں کیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہاں UK میں بہت سے علماء مشائخ آگئے ہیں اور اب ہمیں ایسی جگہ کام کرنا چاہئے جہاں ضرورت ہو چنانچہ حضرت نے افریقہ و یورپ کے دورے کئے اور وہاں تبلیغی کام کیا۔ ہم نے حضرت سے درخواست کی اور بڑی کوششوں سے حضرت کو تیار کیا۔ جس کے بعد حضرت نے دوبارہ انگلینڈ میں WIM کے کام پر خصوصی توجہ دی۔ اس موقع پر مجھے WIM کا سیکریٹری نشر و اشاعت منتخب کیا گیا۔ اس سے قبل حضرت کے تبلیغی دوروں میں بڑے بڑے اجتماعات ہوئے۔ ہالینڈ، جرمنی، ماریشس وغیرہ میں مگر انکی کوئی خبر جاری نہ ہوتی۔ اخبار والے چھاپنا بھی چاہتے تھے مگر خبر ہوتی تو چھپتی۔ ہم نے اس سلسلے کو باقاعدگی سے شروع کیا جس کے بعد اچھے اثرات مرتب ہوئے اور حضرت نے اپنے غیر ملکی دوروں میں خصوصیت کے ساتھ مجھے ساتھ رکھا۔

جنرل پرویز مشرف کے دور اقتدار میں جہاں بہت سی خرابیاں سامنے آئیں، انہوں نے آئین کی اسلامی دفعات کو بھی معطل کی وہیں انکا قادیانی نوازی رویہ بھی تمام اہل پاکستان کیلئے باعث اضطراب تھا۔ اس مسئلہ پر سب سے پہلے جمعیت علماء پاکستان پنجاب نے اسٹینڈ لیا اور قائد اہلسنت کی ہدایت پر جے یو پی پنجاب کی میزبانی میں 2000ء میں ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور میں ہم نے آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جس میں تمام دینی جماعتوں کو یکجا کر کے تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کیلئے حکمت عملی طے کی گئی جسکے نتیجے میں 27 مئی کی تاریخی پہیہ جام ہڑتال ہوئی جسکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور اسکے نتیجے میں مشرف کو آئین کی اسلامی دفعات بحال کرنی پڑیں۔

اکتوبر 2003ء میں ہم نے جے یو پی پنجاب کا تاریخی دو روزہ کنونشن مینار پاکستان میں منعقد کیا۔ اس سے پہلے پنجاب جمعیت کے احباب مینار پاکستان سے ڈرتے تھے کہ یہ بہت بڑا میدان ہے جسکو بھرنا بہت مشکل ہے بڑی بے عزتی ہوگی مگر ہم نے اس چیلنج کو قبول کیا اور مینار پاکستان پر بہترین انتظامات کے ساتھ کنونشن منعقد کیا جس میں پنڈال کے علاوہ پنجاب کے 35 ڈویژنس اضلاع کیلئے علیحدہ علیحدہ رہائشی کیمپ لگے گئے تھے۔ یہ بڑا کامیاب اور منظم اجتماع تھا تمام قائدین نے کارکنان کے ساتھ کیمپوں میں قیام کیا۔ رات میں حضرت کا بڑا بصیرت افروز خطاب بعنوان "راہ حق اور اسکی صعوبتیں" ہوا جبکہ اگلے دن کانفرنس میں صورتحال پر حضرت نے خطاب فرمایا۔ اس کنونشن کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ قائد محترم نے اس کنونشن میں پانچوں نمازوں کی امامت فرمائی جس پر ہمارے خادم بھائی بہت خوش تھے کہ انہیں مسلسل پانچ نمازیں قائد اہلسنت کی اقتداء میں ادا کرنے کی سعادت میسر آئی۔ اس وجہ سے بہت سے ساتھی اب تک مجھے دعائیں دیتے ہیں۔

☆ عالم اسلام کے مستقبل کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں قاری صاحب نے فرمایا کہ 2002ء کے ملین مارچ کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائد محترم نے فرمایا تھا کہ افغانستان امریکہ کا قبرستان بنے گا یہ کبھی بھی یہاں قابض نہیں رہ سکتا اور عراق سے امریکہ انتہائی ذلیل و رسوا ہو کر نکلے گا

اور عراق کی سرزمین ایک دلدل ہے جس میں امریکہ پھنس چکا ہے اور مستقبل اسلام کا ہے، عراق انبیاء و شہداء کی سرزمین ہے۔اس وقت لوگ انہیں جذباتی تقریریں سمجھتے تھے کیونکہ ایک طرف جدید ترین ٹیکنالوجی تھی، بھرپور وسائل تھے، پورا یورپ امریکہ متحد تھے دوسری طرف بے سروسامانی تھی، غیر منظم لوگ تھے مگر وقت نے ثابت کیا کہ "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" آج امریکہ اور اسکے اتحادی عراق و افغانستان سے بھاگنے کے راستے ڈھونڈ رہے ہیں۔ انکے سپاہی بھاگ رہے ہیں خودکشیاں کررہے ہیں، انکی اولادیں معذور پیدا ہورہی ہیں، یہ بدلہ ہے اولیاء اللہ سے جنگ کا اور عراق سے انخلاء کا یہ فیصلہ اکتوبر میں امریکہ کے صدارتی انتخاب کے موقع پر ہوجائیگا۔ حضرت فرماتے تھے اسلام کا مستقبل بہت روشن ہے، جس طرح جنگ میں روس بکھرا تھا اس طرح امریکہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر رہے گا۔

آج یورپ و امریکہ اسلام کی بڑھتی ہوئی وقت سے خوفزدہ ہیں، وہ اسلام کا راستہ روکنے کیلئے کبھی خاکے بناتے ہیں کبھی قرآن کے خلاف فلم بناتے ہیں، پوری دنیا کا میڈیا مسلمانوں کے خلاف مکروہ پروپیگنڈہ میں مصروف ہے مگر وہ اسلام و قرآن کے چیلنج کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ آج یورپ کے پادری گرجے کی ویرانی اور مساجد کی آبادی سے پریشان ہیں۔ یورپ میں جگہ جگہ گرجا گھروں پر Chruch for Sale کے بورڈ لگے ہوئے ہیں، یورپ کی 1500 سے زائد مساجد و اسلامک سینٹرز میں سے ایک ہزار سے زائد مساجد گرجا خرید کر بنائی گئی ہیں۔

☆ دینی جماعتوں کے اتحاد کے بارے میں قاری صاحب نے کہا کہ کچھ کم فہم علماء امام نورانی کی ماتحت دینی فکر کی مخالفت کیا کرتے تھے مگر جمعیت نے اپنے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے تمام دینی جماعتوں کو متحد کیا اور مذہبی جماعتوں کی طرف سے دنیا بھر کی سیکولر قوتوں کو چیلنج کیا۔ ہم نے کبھی اپنا وزن دوسری جماعتوں کے پلڑے میں نہیں ڈالا بلکہ حکمت عملی سے اپنے وزن میں اضافہ کیا اور دینی قوتوں کی قیادت کی۔ یہ ہماری حکمت عملی اور قیادت تھی کہ متحدہ مجلس عمل نے 66 قومی اسمبلی کی نشستیں، 23 سینٹ کی نشستیں اور 2 صوبائی حکومتیں حاصل کیں۔ انہوں نے کہا کہ جے یو پی نے ہر دور میں اپنا تشخص برقرار رکھا ہے۔ پاکستان بنانے والے اہلسنت تھے، اسکی حفاظت بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

1998ء میں کلنٹن اور اٹل بہاری واجپائی نے کہا کہ پاکستانی عوام نے دینی جماعتوں کو مسترد کردیا ہے، دینی جماعتوں کو صرف 4/5 سیٹیں ملی تھی جبکہ جے یو پی اور جماعت اسلامی نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا تھا، مگر اس چیلنج کا جواب میں قائد اہلسنت نے اس انداز سے دیا کہ 2002ء میں متحدہ مجلس عمل تشکیل دی گئی اور بھرپور کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ ہمارا وزن ہمیشہ دینی جماعتوں کے پلڑے میں رہے گا، یہ ہمارے

مولانا نورانی نے جے یو پی کے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے تمام دینی جماعتوں کو متحد کیا اور مذہبی جماعتوں کی طرف سے دنیا بھر کی سیکولر قوتوں کو چیلنج کیا

بزرگوں کی تاریخ ہے۔ 53ء، 77ء اور 2002ء کی مثال سامنے ہے۔ ہمارے نظریاتی مخالف بھی کہتے ہیں کہ تنہا کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا۔ امریکہ عراق میں شیعہ سنی کو لڑوانا چاہتا تھا، یہی افغانستان میں کیا گیا جس میں اسے ناکامی ہوئی اب وہ یہ کھیل پاکستان میں چاہتا ہے۔ حضرت کہتے تھے کہ ہم سب کو یہیں رہنا ہے تو پھر ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے رہیں۔

☆ اتحاد اہلسنت کے حوالے سے کئے گئے سوال کے جواب میں قاری صاحب نے فرمایا کہ اتحاد اہلسنت ہماری سب سے بڑی خواہش ہے اور حضرت قائد اہلسنت فرمایا کرتے تھے کہ اتحاد کیلئے ہمارے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ حضرت قائد اہلسنت نے پیر اعجاز ہاشمی صاحب کے گھر پر حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ ہمارے بزرگ ہیں اور اگر ہم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے تو آپ معاف فرمادیں، اسکے گواہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ہیں۔

یہی رویہ حضرت کا کاظمی برادران کیلئے تھا، حضرت علامہ کاظمی صاحب فرماتے تھے کہ حضرت نورانی صاحب اللہ کے ولی ہیں، میرے قائد ہیں، گھریلو تعلقات کے حوالے سے کاظمی برادران حضرت کے بھتیجے بنتے ہیں وہ چھوٹے ہیں، ہم نے حضرت کی زندگی میں محترم مظہر سعید کاظمی صاحب سے عرض کی تھی کہ حضرت آپکے بڑے ہیں، آپ بلاتکلف غیر مشروط طور پر حضرت سے ملاقات کیلئے تشریف لے چلیں، سارے گلے شکوے دور ہوجائیں گے۔ کاظمی صاحب نے تین گھنٹے اپنے شکوے بیان فرمائے، ہم نے عرض کی کہ اتنے فاصلے نہ بڑھائیں کہ واپسی مشکل ہوجائے۔ یہی بات ہم نے طاہر القادری صاحب تک پہنچائی اور یہی باتیں علامہ شبیر ہاشمی اور میں نے صاحبزادہ فضل کریم کی خدمت میں عرض کیں کہ پہلے قریب آئیں، اتحاد غیر مشروط ہو اور زمینی حقائق پیش نظر رہیں۔

اب رہا گیا قیادت کا مسئلہ تو یہ بات واضح ہے کہ جمعیت علماء پاکستان اہلسنت کے تمام گروہوں میں سب سے بڑی جماعت ہے، پنجاب کے تمام اضلاع میں ہماری تنظیم قائم ہے، سندھ کے 17 اضلاع میں ہماری تنظیم ہے، بلوچستان و سرحد میں ہمارے امیدوار الیکشن لڑا چاہ رہے تھے مگر دوسرے لوگوں کا وہاں نام ونشان تک نہیں۔ یہ بات علامہ غلام محمد سیالوی صاحب نے بھی تسلیم کی تھی کہ مادر تنظیم جے یو پی ہے، باقی سب فرع ہیں جب جمعیت بڑی تنظیم ہے تو قیادت بھی جمعیت کا حق ہے۔ احباب براہ راست قیادت مانگتے ہیں اور سیکریٹری شپ وغیرہ جمعیت کو دینا چاہتے ہیں۔ مگر اب تو ماشاءاللہ ایک جماعت تیر پر اور دوسری شیر کی جانب چلی گئی ہے صرف جمعیت علماء پاکستان ہے جو کہ نظام مصطفیٰ کے مشن پر استقامت سے گامزن ہے۔ بہر حال ہمارے دروازے اتحاد کیلئے اب بھی کھلے ہیں، بس چند اصولی باتیں ہیں جنکا فیصلہ ضروری ہے۔

☆ موجودہ حکومت کی کارکردگی پر تبصرہ کرتے ہوئے مرکزی ناظم اعلیٰ جے یو پی نے فرمایا کہ کچھ بھی تبدیل نہیں ہوا صرف شوکت عزیز کی جگہ یوسف رضا گیلانی نے لے لی اور مشرف کے ساتھ چوہدریوں کی جگہ پر زرداری صاحب آگئے ہیں۔ سب کچھ وہی ہے نہ عدلیہ بحال ہوئی، PCO ججز موجود ہیں وہی کرپشن اور لوٹ مار ہے۔ مہنگائی کا عفریت عوام کو نگل رہا ہے، اتحادی ایک دوسرے کو گرانے کے درپے ہیں، یہ حکمران عوام کی توقعات پر پورے نہیں اترے۔ 18 فروری کے خاموش انقلاب کی توہین کی گئی ہے۔ لوگوں کی زندگی دوبھر ہو چکی ہے زرداری صاحب امریکہ کے ڈکٹیشن پر چل رہے ہیں۔ یہ حکومت چند ماہ سے زائد نہیں چل سکے گی ایک اور انقلاب آئے گا جو کہ حکمرانوں کے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔ وہ وقت قریب ہے جب صدارتی محل اور وزیراعظم ہاؤس سے وہاں پر قابض لوگوں کو گریبان پکڑ کر نکالا جائے گا اور بقول فیض

اب تخت گرائے جائیں گے
اب تاج اچھالے جائیں گے

اور جب عوامی تحریک چلے گی تو اس میں جمعیت علماء پاکستان کا بھرپور کردار ہوگا۔

☆ مہنگائی کے حوالے سے کئے گئے سوال کے جواب میں قاری صاحب نے ارشاد فرمایا۔ حکمرانوں نے وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے اور مسائل عوام کیلئے چھوڑ دیئے ہیں۔ مشرف کو تو چھوڑیں آج چار چار آدمی وزیراعظم کا پروٹوکول لے رہے ہیں۔ یوسف رضا گیلانی، زرداری، میاں نواز شریف اور رحمٰن ملک

...آگے پیچھے 50/50 لینڈ کروزر اور سرکاری گاڑیاں دوڑتی ہیں، یہ اس قوم کا حال ہے جسکے عوام بھوک اور بے روزگاری سے تنگ آ کر خودکشیاں کر رہے ہیں۔

حاصل کر لیا۔ ہمارے حکمرانوں نے سودی نظام کے ذریعے اللہ اور اسکے رسول کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے اور اسکی نحوست نے ہمیں تباہ کیا ہے۔

جب عوامی تحریک چلے گی تو جمعیت علماء پاکستان اس میں بھرپور کردار ادا کرے گی



صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، قاری زوار بہادر، پیر اعجاز ہاشمی، علامہ اقبال اظہری
محمد ہاشم صدیقی ایڈووکیٹ اور فیاض خان کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

میاں نواز شریف صاحب کی نااہلی سے متعلق سوال کے جواب میں قاری محمد زوار صاحب نے فرمایا کہ جب تک پی سی او ججز رہیں گے ایسے فیصلے ہوتے رہیں گے، اس فیصلے سے عدلیہ کے بحران میں اضافہ ہوگا اور اس فیصلے کی پشت پر صدارتی کیمپ آفس کی سازش کارفرما ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پاکستان کی عدلیہ کو 2 نومبر والی پوزیشن پر بحال کر دیا جائے۔

☆ جمعیت کی آئندہ کی حکمت عملی کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ نومنتخب قیادت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور ہمارے رفقاء بہت پرعزم ہیں، ہم نے رابطہ مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ گھر بیٹھے کارکنان کو ہم متحرک کر رہے ہیں۔ ناراض اور روٹھے ہوئے لوگوں کو منا رہے ہیں۔ تنظیمی کاموں میں تیزی پیدا ہوئی ہے، تازہ حکمت عملی کی تیاری کیلئے 4 اگست کو اسلام آباد میں ہم نے اجلاس رکھا ہے، انشاء اللہ ہم جمعیت کو پاکستان کی ایک فعال و متحرک جماعت بنا کر دم لیں گے۔

جس قوم کے پاس آٹا ہے نہ بجلی ہے نہ غذائی اجناس اس ملک میں سپریم کورٹ میں 23 ججز رکھے جا رہے ہیں، جن پر اس مظلوم قوم کا 50 کروڑ روپیہ خرچ ہوگا، نئے حکمران چند ماہ میں 550 ارب روپے اسٹیٹ بینک سے لے چکے ہیں، ہم پر رحمٰن ملک جیسے حتی لانڈرنگ کنگ سوار ہیں، سودی نظام نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ پاکستان کے سپریم کورٹ نے سودی نظام کے خلاف فیصلہ دیا، مولانا عبدالستار خان نیازی کی سربراہی میں کمیٹی نے بلاسود بینکاری سے متعلق اپنی سفارشات پیش کیں مگر میاں نواز شریف صاحب نے اس فیصلے کے خلاف حکم امتناعی

گستاخی معاف

فیض کے قلم سے

عزت سادات بچایئے

مسلم لیگی ایم این اے چوہدری نثار علی خان نے کہا ہے کہ مشرف صاحب نے مستقبل میں سعودی عرب میں قیام پذیر ہونے پر آمادگی ظاہر کردی ہے۔ دوسری طرف جماعت اسلامی کے رہنما لیاقت بلوچ کا کہنا ہے کہ صدر صاحب نے ترکی میں گھر خرید لیا ہے اور کسی وقت بھی عازم سفر ہو سکتے ہیں۔ مشرف صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے اپنی باقی ماندہ زندگی پاکستان میں گزارنی ہے اور پاکستانی قوم کی خدمت نیک نیتی، خلوص، سچے جذبے کے تحت اس وقت تک کرتا رہوں گا جس وقت تک پاکستانی قوم کو میری ضرورت ہے۔

ہر دلعزیز اور مقبول ترین صدر پاکستان کی دلعزیزی کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ امریکی ادارے ''ٹیرر فری ٹومارو'' کے تازہ ترین سروے میں 73% پاکستانیوں نے جنرل مشرف کی ایوان صدر سے فوری رخصتی کی خواہش ظاہر کی ہے۔ ''ٹیرر فری ٹومارو'' ایک ایسا امریکی ادارہ ہے کہ جو ماضی میں مشرف صاحب اور ان کے حواری ڈھکے ادارے کے سروے کو اپنے حق میں استعمال کرتے رہے۔ ایک وہ کی بات تھی ہر طرف یہی شور ہے مشرف صاحب چلے جائیں لیکن وہ اپنی ضد پر ابھی تک قائم ہیں۔ شاید بے لفظوں میں وہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے کراچی کو کگی کو نشان عبرت بنایا، جامعہ حفصہ کی معصوم بچیوں کو آگ و بارود میں بھسم کردیا، میں نے باجوڑ کے طلبا کو چھلنی کردیا، میں نے 12 مئی کو اپنی طاقت کا مظاہرہ کرکے کراچی میں 50 بے گناہ انسانوں کو خون میں لت پت کردیا، میں نے آئین، جمہوریت، قانون اور اخلاقیات کو ہی بازیچہ اطفال نہیں بنایا بلکہ ایٹمی قوت کی حامل ایک ریاست کی آزادی کو بھی بازار میں رکھ دیا، میں نے ڈالروں کی خاطر امریکہ بہادر کی چاکری کی، میں نے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ذلیل رسوا کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی، میں نے 60 ججوں کو ایک جنبش قلم سے فارغ کردیا۔

ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں

کسی سے صاحب تو بہر خدا کر پرے چلے

پاکستانی قوم صرف مشرف سے نجات کی متقاضی ہے۔ مشرف صاحب کی والدہ ماشاءاللہ بقید حیات ہیں انہیں اپنے شریر بیٹے کو کہہ دینا چاہئے

چل اڑ جا رے مشرف یہ دیس ہوا بیگانہ

بیگم دریں مشرف زندگی کے اس حصے پر پہنچ چکی ہیں کہ جس حصے میں انسان کا تجربہ بہت ہوتا ہے۔ وہ کسی دن اسلام آباد کی لائبریری سے فرمودات بابائے قوم منگوا کر قائداعظم محمد علی جناح کا وہ فرمان مشرف صاحب کو پڑھائیں کہ عوامی رائے بھی غلطی پر نہیں ہوتی، اس فرمان کی روشنی میں اپنے شریر اور کند ذہن بیٹے کو سمجھائیں بس کر ''بیٹا'' بہت ہوگئی اب اب کسی کی کیا مجال کہ وہ میرے گھر کی صدارت کرے۔

لاکھوں وکلاء نے ایک ہی نعرہ لگایا ''گو مشرف گو'' لیکن ہمیں حیرانی اس بات پر ہو رہی ہے کہ وہ اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ "Stay Mushraf Stay"۔ پاکستانی قوم نے یحییٰ خان سے لیکر ضیاء تک کئی آمروں کا دور دیکھا ہے لیکن اس جیسا آمر شخص آج تک نہیں دیکھا جو حقیقت میں آدم خور ہے۔ جب تک قبائلی علاقوں میں تین چار بے گناہ مسلمان شہید نہ ہو جائیں اسے کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ ایک وہ وقت تھا مشرف صاحب پاکستان لیلیٰ ویژن کی طرح ہی جنرل کو بھی مشرف نامہ دکھانا چاہتے تھے اور اس تگ و دو میں ہر وقت مصروف رہتے تھے۔ وقتاً فوقتاً صحافیوں پر پاکستانی زمین تنگ بھی کرتے رہتے تھے لیکن اب نوبت یہاں جا پہنچی ہے کہ راشد قریشی کے ذریعے شیریں رحمٰن کی منتیں کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی نہیں رہا۔ اس دھاندلی میں کہیں عزت سادات نہ چلی جائے۔ اب ہمیں ترکی کا انتخاب کرلینا چاہئے جہاں تمہاری جوانی کی حسین یادیں وابستہ ہیں۔

● ● ● ● ● ● ●

ایسی چنگاری بھی یارب

ہماری معلومات کے مطابق یہ پاکستانی سرزمین پر ہمارے اکثر مذہبی اور سیاسی بہروپیوں کے آقائے نعمت امریکہ بہادر کے خلاف عملی احتجاج ہوا ہے کہ امریکی یونیورسٹی ہارورڈ کے فارغ التحصیل جدید تعلیم سے آراستہ وپیراستہ خرم صمد جس پر ''کلمہ صمد'' کا خاص کرم رہا ہے اس نے اپنے نام کی لاج رکھ لی۔ امریکی سفیر نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے پہلے کوئی نظر التفات نہ کی اور بعد میں ایوارڈ لینے سے انکار کر دیا۔ ''کلمہ بحسبی من یشاء'' اور ہمارے حکمران اور سیاستدان امریکہ سے ایوارڈ تو درکنار تعریف کا ایک لفظ سننے کیلئے اپنا دین دھرم سب کچھ قربان کردیتے ہیں۔ آج بھی بعض وڈیرے اور جاگیردار انگریز بہادر سے ان کے اجداد کو جو تمغے ملے تھے۔ بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ اپنے مہمان خانے کی زینت بناتے ہیں کہ دیکھو کہ ہمارے اجداد نے انگریز بہادر کی چاکری کی جس کا صلہ یہ ہے۔ خرم صمد کی جرأت رندانہ کے بعد مشرف صاحب ہاتھ مل رہے ہوں گے کہ اے کاش اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں اس بے دین دہشت گرد کو گوانتاناموبے کے عقوبت خانے میں بھیج کر اس سے حسن کارکردگی وصول کرتا۔ ہم تمام قارئین سے التماس کرتے ہیں کہ وہ صمد خرم کیلئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور پاکستان میں موجودہ امریکی کاسہ لیسوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ خرم صمد کی اس جرأت رندانہ پر ہماری زبان سے بے اختیار نکلتا ہے کہ ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں ہے۔

● ● ● ● ● ● ●

مذاق رات

خبر ہے کہ ججوں کی بحالی پر نواز زرداری حالیہ مذاکرات بھی بغیر کسی نتیجہ کے اختتام پذیر ہو گئے ہیں۔ سب کو معلوم ہے سب کو خبر ہے کہ میاں صاحب ججوں کی بحالی چاہتے ہیں اور زرداری صاحب یہ راز افشا نہیں کرنا چاہتے کہ ہر بار سوئی کیوں اٹک جاتی ہے۔ آزاد عدلیہ بحال ہوگی تو جہاں کئی مگرمچھوں کا کام خراب ہوگا وہاں امریکہ بہادر بھی پاکستان کے ساتھ من مانی نہیں کر سکے گا۔ اس لئے تو اس نے کہا ہے کہ مشرف صاحب سربراہ مملکت ہیں، ان سے ڈیل ہوتی رہے گی اور پاکستانی قوم اسی طرح تسلسل کے ساتھ ذلیل ہوتی رہے گی۔

ہمیں نواز شریف، آصف زرداری حالیہ مذاق رات سترھویں آئینی ترمیم پر حکومت اور مجلس عمل مذاق رات، حقوق نسواں بل پر حکومت اور علماء کے مذاق رات، لال مسجد آپریشن سے پہلے کئے گئے مذاق رات، نواب اکبر بگٹی سے کئے گئے مذاق رات، مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاک بھارت مذاق رات کا تسلسل ہی لگتے ہیں۔ بالآخر وہی ہوگا جو منظور مشرف ہوگا۔

●●●●●●●

تم ایک گورکھ دھندا ہو

عوام بھوک اور پیاس سے جھلملا رہے ہیں، زرداری صاحب گپ شپ میں وقت گزار رہے ہیں، کیمروں کی جھرمٹ میں کبھی (PC) بھوربن میں مسکراہٹیں بکھیرتے ہیں، کبھی دبئی کے سیون اسٹار ہوٹلوں میں اپنے دانتوں کی سفیدی ظاہر کرتے ہیں، کبھی لندن میں میاں صاحب سے بغل گیر ہوتے ہیں کبھی رائے ونڈ کے فارم ہاؤس میں میزبانی کے مزے لوٹتے ہیں۔ انہیں احساس ہی نہیں ہے کہ عوام کا احساس محرومی بڑھتا جا رہا ہے، تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب یہ احساس محرومی اپنے نقطہ عروج پر پہنچ جاتا ہے جس میں عوام معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور پھر "دم مست قلندر" ہوتا ہے، جس کی زد میں نہ صرف مہذب سیاستدان، بدمست حکمران، فضل الرحمن نہ جانے کیا کچھ آجاتا ہے۔ ہم علم الاعداد و پامسٹری کے اتنے زیادہ قائل نہیں تو نہیں مگر بعض نجومیوں کا خیال ہے کہ 31 اگست تک اگر مشرف صاحب کی پوزیشن مستحکم رہی تو پھر باقی ماندہ عرصہ وہ ایک مضبوط صدر کے طور پر ابھریں گے۔ شاید زرداری صاحب نے اسی لئے قوم کو سسپنس میں رکھا ہوا ہے تاکہ کراکے 31 اگست تک مشرف صاحب کی ڈور کھینچ لے کیونکہ زرداری صاحب اور ان کے ہم قبیلہ لوگ نجومیوں کی بات کو حرف آخر سمجھتے ہیں اور بعد میں مشرف صاحب سب سے خود جت لیں اور میں سارے بحران میں مظلوم بن کر ابھروں۔

زرداری صاحب کا خیال ہے کہ وہ بیک وقت امریکہ کی آنکھ کا تارہ بنے رہیں، اسٹیبلشمنٹ کا سہارا بنے رہیں، اندرون خانہ تعلقات کو مستحکم رکھیں، ججز ایشو پر کوئی پیش رفت نہ ہونے دیں مگر وکیلوں کے لانگ مارچ پر دودھ اور پانی کی سبیلیں لگاتے رہیں، ججوں کے موضوع کو بازیچۂ اطفال بنا کر ہنسی مذاق کا ایک موضوع بنا دیں اور جیالوں کو رام کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً ججز بحالی کے نعرے لگاتے رہیں۔ مگر بی بی صاحبہ کی ججوں اور [illegible] کمٹمنٹ کے سلسلے میں کوئی قدم نہ اٹھائیں، امریکی سفارت خانے کے چکر لگاتے رہیں اور پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے زبانی دعوے کرتے ہیں۔ ہم آئے دن اخبارات میں زرداری صاحب کے عجیب و غریب بیانات، تصدیق، خود ہی تردید پر مبنی بیانات پڑھ کر تھک آگئے ہیں، جہاں پوری قوم کو زرداری صاحب نے ہیجانی کیفیت میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ وہاں ہمیں بھی زرداری صاحب کے بیانات پڑھ پڑھ کر نصف سے زائد ذہنی مریض بن چکے ہیں۔ اب زرداری صاحب کے بیانات کو دیکھتے ہی کہہ دیتے ہیں۔

چھپتے نہیں ہو سامنے آتے نہیں ہو تم
جلوہ دکھا کے جلوے دکھاتے نہیں ہو تم
سوچتا ہوں تم کیا ہو
بس تم ایک گورکھ دھندا ہو

●●●●●●●

محترمی و مکرمی چیف ایڈیٹر "ماہنامہ افق" کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! ایک زمانہ یاد آتا ہے جب جمعیت علماء پاکستان جوان تھی، قائد اہلسنت الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت کے ایوان میں جلوہ فرما تھے۔ جمعیت کے قائدین کراچی سے ماہنامہ افق اپنی رعنائیوں اور توانائیوں کے ساتھ جمعیت علماء پاکستان کا ترجمان بن کر سارے پاکستان میں پڑھا جایا کرتا تھا اور ہم لاہور میں بیٹھے اسے بڑی دلچسپی سے پڑھا کرتے تھے۔ مگر ہائے! [illegible] افق کیا بند ہوا، ہمارا سیاسی افق ہی ڈوب گیا۔ کئی برسوں بعد ملتان سے "افق" برآمد ہونے لگا مگر یہ افق دھندلا دھندلا سا تھا ملتان کے گرد و غبار نے اسے دھندلا دیا تھا۔ اب کراچی سے وہی افق نکلا تو یوں محسوس ہوا کہ آفتاب افق نکل کر ہمارے سامنے ہے۔ میرے سامنے جون ۲۰۰۸ء کا افق ہے، عمدہ مقالات، منجھے قلم اور روشن تحریریں کراچی کے افق سے جلوہ گر ہوئی ہیں۔ مبارک قبول فرمائیے۔ بے انصافی، بے روزگاری اور مہنگائی پر عمدہ "اداریہ" آیا۔ جنرل [illegible] کیانی کے انکشافات کا چرچا پچھلے ہفتے سے تھا مگر آپ نے اسے اپنے صفحات پر جس انداز میں پیش کیا ہے، افق کے قارئین یقیناً استفادہ کریں گے۔ صاحبزادہ ابو الخیر محمد زبیر مجددی کا انٹرویو مجھے اس لئے اچھا لگا کہ وہ ہمارے نہاں خانہ دل میں بستے ہیں اور دوسری وجہ مولانا نورانی اور مولانا نیازی کا اتحاد ان کے گھر میں ہوا تھا یہ بڑی بات ہے یہ [illegible] ہیں مقدر کسی کسی کے لئے!

علامہ ابو الخیر محمد زبیر مجددی خانوادہ مجددیہ کے گل سرسبد ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان کے آسمان پر مسلسل چمکنے والے ستارے ہیں۔ قائد اہلسنت کے وفا شعار کارکن ہیں۔ جمعیت سے سب بھاگ گئے تو وہ لٹے ہوئے کارواں کی جرس کارواں بن کر رواں دواں رہے۔ الحمد للہ آج تک نظام مصطفیٰ کا پرچم اٹھائے کھڑے ہیں۔ مجھے ان کا انٹرویو پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔

آپ نے دور حاضر کی سیاسی زندگی پر بڑے اچھے مضامین لکھے اور آپ کے حسن انتخاب کو بھی آپ کے حسن ذوق کی علامت جانتا ہوں جن کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ نے [illegible] جمعیت علماء پاکستان کی نظم "اسیر [illegible]" کے عنوان سے شائع کر کے حضرت علامہ سید شبیر احمد ہاشمی کے احباب کو دعوت مطالعہ دی ہے، یہ ایک اچھا اقدام ہے اگر ہاشمی صاحب "[illegible]" کے ہر شمارے میں ایک نظم [illegible] کریں تو بہت اچھا ہوگا۔ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ادارتی حلقے کے تمام اراکین قلم و علم کو ہدیہ تبریک پیش کروں اور اس امید کا اظہار کروں کہ اگر حالات نے "افق" کو موقع دیا تو [illegible] جمعیت علماء پاکستان کا ترجمان بن کر ابھرے گا [illegible] محترم [illegible] رسول نورانی اور محمد احمد قادری صاحبان کو ہدیہ تحسین پیش کرتا ہوں۔ والسلام

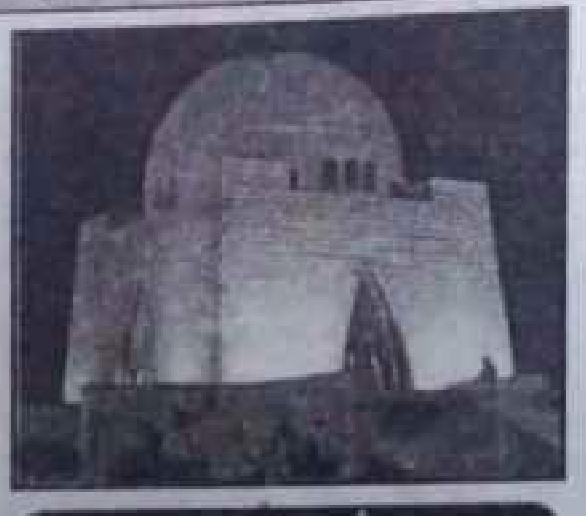
پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (لاہور)

نہ جانے میرے شہر کو کس کی نظر لگی!

تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں اہلیان کراچی نے ثابت کیا کہ کراچی نبی کے غلاموں کا شہر ہے

کراچی کو جہاں "روشنیوں کا شہر" کہا جاتا ہے وہاں اس شہر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی فضاؤں، ہواؤں اور مزاج میں "انقلاب کی آرزو" اور جابر کے سامنے ڈٹ جانے کا جذبہ واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ کراچی کے شہریوں نے قیام پاکستان سے اب تک ہر سرگرمی اور ہر تحریک میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ شہر کراچی کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ اس شہر میں دینی شعائر بالخصوص رمضان المبارک، محرم الحرام اور جشن عید میلاد النبی ﷺ کو جس شایان شان طریقے سے منایا جاتا ہے اس کی مثال پوری دنیائے اسلام بشمول دیگر پاکستانی شہروں میں نہیں ملتی ساتھ ہی یوم آزادی و دیگر قومی ایام میں بھی اہلیان کراچی کا جوش و خروش ہمیشہ قابل دید ہوا کرتا ہے۔ کراچی شہر جہاں مذہبی سرگرمیوں کا مرکز ہے وہاں سیاسی و نظریاتی تحریکوں میں بھی یہاں کے باشندوں نے تاریخی کردار ادا کیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، تحریک ختم نبوت ﷺ۔ کراچی کے اہلیان نے صحیح معنوں میں یہ ثابت کیا کہ کراچی "نبی ﷺ کے غلاموں کا شہر" ہے۔ کراچی شہر اس وقت سڑکوں پر امنڈ آیا جب افغانستان اور عراق امریکی حملوں کی زد میں آئے اس کے علاوہ سلمان رشدی اور ڈنمارک کے اخبارات نے بھی جب اہلیان کراچی کے ایمان کو للکارا تو کراچی کے باسی جوش ایمانی سے سرشار اپنا موثر احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے ایک بار پھر بازی لے گئے۔

کراچی شہر کا ماحول ثقافتی اعتبار سے بھی مکمل طور پر اسلام اور پاکستان کی بنیادی روایات کے عین مطابق رہا ہے یہاں کی خاندانی رسومات، بزرگوں کا ادب و احترام، مضبوط خاندانی رشتے، وہاں نامور قلم کاری، صحافت، شاعری، فنون لطیفہ، میڈیا، فن تقریر و خطابت و نعت خوانی، قیادت، کاروباری و تجارتی سرگرمیاں، قدرتی طور پر موجود سمندر اور جغرافیائی اعتبار سے آئیڈیل محل وقوع اور رات کو دیر تک



شبیر ابو طالب

شہر کے اکثر علاقوں میں دن کا سماں یا شب رونق و تفریح کا بہترین امتزاج اور اس شہر کی خصوصیات میں ہمیشہ ایک اہم اضافہ کرتا رہا ہے۔

کراچی کے باسی خوف خدا، حب رسول، خدمت خلق خدا اور جہاد سے سرشار کلمۂ حق بلند کرنے والی قیادت اور ہستیوں کو تلاش کر رہے تھے جو اپنوں پر ریشم کی طرح نرم اور دشمنوں پر فولاد کی مثل سخت ہوں

کراچی وہ عظیم شہر ہے جس کے ایک ہی محلے میں شیعہ، سنی، دیوبندی، اہل حدیث ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے رہتے رہے اور ان میں موجود مسلکی اختلافات محض گفتگو اور مباحثوں کی حد تک تو کھینچا تانی کا باعث رہے مگر کبھی اس نے خونریز تصادم کی شکل اختیار نہیں کی بلکہ اکثر یہ مسلکی و فقہی تفریق ایک دلچسپ علمی بحث بھی بن جاتی تھی جو اذہان کو کھولتی اور سوچ کے دائروں کو وسیع کرتی تھی ساتھ ہی کراچی شہر کا یہ بھی کمال رہا ہے کہ اس شہر میں بسنے والی تمام قومیں آپس میں محبت اور بھائی چارگی سے رہتی تھیں ایک گلی اور ایک علاقے میں مختلف قومیتوں کے لوگ بستے اور شیر و شکر ہو کر رہتے تھے علاقے کا کونسلر اگر سندھی ہے تو ممبر قومی اسمبلی مہاجر، اگر رکن صوبائی اسمبلی پختون ہے تو ایس ایچ او بلوچی، اگر ڈی ایس پی پنجابی ہے تو مسجد کا امام سرائیکی، اگر مارکیٹ کا صدر میمن برادری سے تعلق رکھتا ہے تو دودھ یونین کا لیڈر ہزارہ برادری سے۔ یہ تھی کراچی کی ایک مثالی بھائی چارگی من حیث القوم اور من حیث الجماعت اگر کہیں نظر آتا تھا تو وہ عظیم شہر کراچی ہی تھا۔

لیکن پھر وہ وقت آیا کہ یہاں کی معاشی سرگرمیاں کسی دشمن کو چبھنے لگیں، یہاں کی بھائی چارگی کسی بدبخت کی آنکھ میں کھٹکنے لگی، یہاں کی مسلم قومیت کی پہچان کسی اسلام دشمن کی نیندیں حرام کرنے لگی، یہاں کی عوام کا غلامئ رسول ﷺ پر ایمان و اعتقاد کسی بدنیت اور ضمیر فروش کو سازشیں کرنے پر مجبور کرنے لگا اور امن و سکون کے گہوارے میرے پیارے شہر کراچی میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی گئی یہاں ایسے حالات پیدا کیے گئے کہ سندھیوں کے علاقے الگ، بلوچوں کی بستیاں الگ، پختون اپنے مخصوص علاقوں میں رہنے لگے، اردو بولنے والے مہاجر بھائیوں کو اپنے علاقوں تک محدود ہونا پڑا، پنجابی، سرائیکی اور ہزارہ برادری کے علاقے جدا کر دیئے گئے اور یوں یہ شہر قومیتوں کی جاہلانہ عصبیت کا شکار ہو گیا آپس میں محبت اور بھائی چارگی سے ایک ہی محلے میں رہنے والے اور مختلف زبانیں بولنے والے اہلیان کراچی کے لئے کراچی شہر میں ہی "نو گو ایریاز" بنا کر اس شہر کے تشخص کو برباد و بدنام کرنے کی مکروہ عمل کا آغاز ہوا۔ پھر وہ وقت آیا کہ ایک عظیم شہر نے وہ دن بھی دیکھے کہ محرم الحرام کی مجالس میں بم دھماکے، میلاد کے جلوس پر فائرنگ، اعتکاف میں بیٹھے اللہ کے مہمانوں کا قتل عام، عید میلاد النبی ﷺ کے مرکزی جلسے میں دھماکہ، علماء دین کا قتل عام، سیاسی رہنماؤں اور کارکنان کی ٹارگٹ کلنگ، ڈاکے، بھتے، موبائل فون کی چوری کے لئے معصوم شہریوں کا خون، مختلف مسالک کی عبادت گاہوں پر حملے، لوٹ مار، نفرت آمیز پوسٹرز، شہر کی دیواروں پر شیعہ کافر، سنی کافر،







وہابی کافر کے نعرے، خودکش حملے، پولیس افسران کا قتل، بوری بند لاشیں، راکٹ لانچر کی گونج، گولیوں کی گھن گرج، اسٹریٹ کرائمز کی بہتات، کلاشنکوف کلچر، تعلیمی اداروں میں ہنگامے، ہڑتالیں، اور جرائم کے نت نئے طریقوں نے اس شہر میں بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا کر دی جس کے باعث ہنستا، مسکراتا، چہکتا، مہکتا شہر کراچی قتل و غارت گری کا مرکز بن گیا۔ جو شہر امن و سکون کا گہوارہ تھا اُسے اب دنیا میں کلاشنکوف کلچر کا مرکز کہا جانے لگا، جو شہر بھائی چارگی کے لیے شہرت رکھتا تھا وہ نفرت کی علامت بنتا جا رہا تھا، جو شہر دین و ملت کی ہر تحریک کا مرکز ہوا کرتا تھا اس کی پہچان اور تعارف دہشت گردی، لادینیت اور روشن خیالی کو بنایا جانے لگا، جس شہر سے اسلامی تمدن اور محبت اسلام جھلکتی تھی وہاں فحاشی، بے حیائی اور مغربیت کی یلغار آنے لگی نہ جانے میرے شہر کو کس کی نظر لگ گئی ہے؟ نہ جانے کون اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لیے اس شہر میں کشت و خون کا بازار گرم کر رہا تھا؟ نہ جانے کون چند سکوں کے عوض شہر کراچی کے امن کا سودا کر رہا تھا؟

ایسے میں کراچی کے باسی خوف خدا، عشق رسول، خدمت خلق خدا اور جہاد سے سرشار کلمہ حق بلند کرنے والی قیادت اور ہستیوں کو تلاش کر رہے تھے جو اپنوں پر ریشم کی طرح نرم اور دشمنوں پر فولاد کی شکل سخت ہوں حکیم محمد سعید، مفتی نظام الدین شامزئی، عبدالستار ایدھی، صلاح الدین اور منور سہروردی نے اس شہر کی رونقوں کو بحال کرنے، مختلف قومیتوں میں محبت پیدا کرنے، مسالک کا احترام اور امت کو واپس اپنے مرکز کی جانب لوٹانے کی بھرپور کوشش کی

آج اس شہر کے در و دیوار سوال کر رہے ہیں کہ حکیم محمد سعید، وہ علم و محبت کا پیکر کہاں ہے؟ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی "رحمتہ اللہ علیہ" جیسا با اصول رہنما کہاں ہے؟

جے یو آئی ہمیشہ کی طرح طاقت کا توازن دیکھتے ہوئے حکومت کی گود میں جا بیٹھی بے چارے وکلاء اب تک مار کھا رہے ہیں لیکن بہرحال ڈٹے ہوئے ہیں

بالخصوص علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی "رحمتہ اللہ علیہ" نے جہاں ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کے ذریعے فرقہ واریت کا قلع قمع کیا وہاں مسلمانوں کو قومیتوں میں بانٹنے والوں کو للکارتے ہوئے انہیں لارنس آف عریبیہ قرار دیا اور برملا کہا "حضور کی امت کو قومیتوں میں تقسیم کرنے والے یہودیوں کا ایجنٹ ہے" مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے پُرخطر اور پُرفتن دور میں با اصول سیاست کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اس جدید دور میں بھی نظریاتی جدوجہد کے ذریعے دہشت گردوں اور دہشت گردی کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے با اصول اور جرأت مندانہ طرز سیاست کے ذریعے کراچی کا وقار بلند کیا جس نے اس شہر کی رونقوں کو ماند کرنے والوں اور کراچی کا امن تباہ کرنے والوں کے عزائم خاک میں ملا دیے۔

1999 سے فروری 2008 تک کے آٹھ سالہ دور میں ایک مخصوص جماعت کسی نہ کسی طرح کراچی کے اقتدار میں شامل رہی اور جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی، سنی تحریک، عوامی نیشنل پارٹی، جمعیت علماء پاکستان، مسلم لیگ (ن)، جے یو آئی نے مل کر حکومت کی ظالمانہ پالیسیوں اور دہشت گردی کی کارروائیوں کے خلاف مشترکہ جدوجہد کا آغاز کیا جس میں آگے چل کر وکلاء، سول سوسائٹی اور خاص طور پر مذہبی جماعتیں بھی شامل ہو گئیں کیونکہ عوام نے سانحہ 12 مئی، سانحہ 18 اکتوبر، سانحہ نشتر پارک، امام بارگاہوں پر دھماکے، سانحہ طاہر پلازہ سمیت کئی خونریز واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور ان سیاسی جماعتوں نے اپنے کارکنان کے لاشے اپنے ہاتھوں سے اٹھائے پھر بھلا کیسے ہو سکتا تھا کہ کوئی آسانی سے ظلم و ستم کی ان کہانیوں کو فراموش کر دیتا۔ کراچی کی ان تمام قوتوں نے مل کر عصبیت، دہشت گردی، بھتہ خوری اور قتل و غارت گری کے خلاف صف بندی کا فیصلہ کیا لیکن ----------

18 فروری کے بعد وہی ہوا جو اقتدار ملنے کے بعد ہمیشہ ہوتا ہے مسلم لیگ (ن) کراچی میں خاموش ہو گئی، جماعت اسلامی نے اس لسانی تنظیم کے خلاف زبان بند رکھنے کا فیصلہ کر لیا، سنی تحریک اپنی پالیسی واضح نہ کر سکی، جے یو آئی ہمیشہ کی طرح طاقت کا توازن دیکھتے ہوئے حکومت کی گود میں جا بیٹھی، بے چارے وکلاء اب تک مار کھا رہے ہیں لیکن بہرحال ڈٹے ہوئے ہیں اسی طرح جمعیت علماء پاکستان بھی مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی "رحمتہ اللہ علیہ" کی پالیسی

بقیہ صفحہ نمبر 31 پر ملاحظہ فرمائیں

کیا جمعیت علماء پاکستان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکے گی؟

جمہوری روایات کی امین جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی انتخابات مکمل ہو گئے

فیض احمد ہاشمی



(نمائندہ خصوصی) 11 دسمبر 2003ء کو عالم اسلام کی عظیم شخصیت امام انقلاب حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے اچانک انتقال کے بعد عوام اہلسنت میں قیادت کا بحران پیدا ہوگیا۔ اس خلا کو قائد اہلسنت کے جانشین صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی سربراہ ورلڈ اسلامک مشن نے اپنی عظیم صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پر کرنے کی بہترین کوشش کی۔ لیکن گذشتہ سال اکتوبر میں اپنی بے پناہ تبلیغی ملی مصروفیات کی وجہ سے صاحبزادہ والا شان کے اچانک مستعفی کے اعلان نے عوام اہلسنت میں زبردست اضطراب پیدا کردیا۔ ایسی بحرانی صورتحال میں JUP کے بصیرت افروز اراکین مجلس شوریٰ نے انتہائی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے چاروں صوبوں سمیت مرکز میں نئے انتخابات کرانے کا اعلان کردیا۔ ایجنسیوں کے پروردہ سازشی مہروں نے JUP کے مستقبل کے بارے میں طرح طرح کی پیشن گوئیاں اور سازشیں شروع کردیں لیکن قائد اہلسنت کے جانثاروں نے ان سیاسی بونوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بناتے ہوئے الحمدللہ گذشتہ ماہ چاروں صوبوں میں تنظیمی انتخابات مکمل کر لئے۔

22 جون 2008ء کا سورج عوام اہلسنت کے لئے ایک نئی امید لیکر طلوع ہوا۔ دارالعلوم جامعہ محمدیہ رضویہ گلبرگ 3 لاہور میں منعقد ہونے والے مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں چاروں صوبوں سے اراکین شوریٰ نے بھاری تعداد میں شرکت فرما کر عوام اہلسنت میں ایک نیا جذبہ پیدا کردیا۔ قائد اہلسنت کے 50 سالہ دیرینہ رفیق و بزرگ عالم دین علامہ جمیل احمد نعیمی، ڈاکٹر جاوید اعوان اور حاجی محمد اسلم خان روکڑی اور دیگر اراکین شوریٰ نے انتہائی خوش اسلوبی سے نئی قیادت کے انتخاب کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جس کے مطابق ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر مرکزی صدر، پیر اعجاز احمد ہاشمی سینئر نائب صدر، علامہ قاری محمد زوار بہادر مرکزی سیکریٹری جنرل منتخب ہوگئے۔ پروفیسر شاہ فرید الحق سرپرست اعلیٰ اور علامہ جمیل احمد نعیمی سپریم کونسل کے چیئرمین ہوں گے۔



نومنتخب قیادت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، پیر اعجاز ہاشمی اور قاری محمد زوار بہادر سے علامہ جمیل احمد نعیمی حلف لے رہے ہیں

نئی قیادت کا انتخاب مکمل ہونے کے بعد انتخابی کمیٹی کے سربراہ قائد اہلسنت کے معتمد ساتھی علامہ جمیل احمد نعیمی نے اراکین شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج میں رب ذوالجلال کا انتہائی مشکور ہوں کہ اس کی رحمت و عنایت سے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو رہا ہوں۔ علامہ نعیمی نے اپنے خطاب میں قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی کی سیاسی و مذہبی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور نئی قیادت کو تلقین کی وہ قائد اہلسنت کی اصول پرستی کی سیاست کو اپنا شعار بنائیں۔ بے اصول سیاست سے اجتناب کریں ان شاء اللہ شاندار مستقبل آپ کا منتظر ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کو از سر نو منظم کرنا نئی قیادت کیلئے امتحان ہے۔ نومنتخب مرکزی صدر جمعیت علماء پاکستان ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں فرمایا کہ میں سب سے پہلے علامہ جمیل احمد نعیمی، ڈاکٹر جاوید اعوان، حاجی محمد اسلم خان روکڑی اور دیگر اراکین شوریٰ کو اتنے احسن پروقار طریقے سے انتخاب مکمل کروانے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور سب کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ قائد اہلسنت کی کرامت ہے کہ اپنوں اور غیروں کی چیرہ دستیوں کے باوجود جمعیت علماء پاکستان متحد ہے۔ بلاشبہ قائد اہلسنت ہماری روحانی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ انہوں نے حدیث مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ذمہ داری کو ایمانداری کے ساتھ مکمل نہ کرنے والے پر جنت کا دروازہ بند کردیا جاتا ہے۔ قیادت بارگاہ الٰہی اور عوام کے سامنے جوابدہ ہے۔ انہوں نے اپنی ترجیحات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ روٹھے ہوئے اور غیر فعال ساتھیوں سے رابطہ کرکے انہیں جمعیت علماء پاکستان کو منظم کرنے اور عوامی جماعت بنانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنے پر آمادہ کیا جائے گا۔ اس کے لئے سب سے پہلے طلبہ کی قوت انجمن طلباء اسلام کو متحد و منظم کیا جائے گا۔

بقیہ صفحہ نمبر 32 پر ملاحظہ فرمائیں



نواز شریف کی نااہلی، زرداری سرکار کیلئے چیلنج؟

کیا نواز شریف کو لانگ مارچ میں شرکت کرنے، ججز کی بحالی کا مطالبہ کرنے اور مشرف صاحب کے مواخذہ کا مطالبہ کرنے کی سزا دی جا رہی ہے؟

کیا زرداری سرکار نواز شریف کو الیکشن لڑنے کا اہل قرار دلوا سکے گی؟ کیا حکمراں اتحاد قائم رہ سکے گا یا نہیں؟

فیض الرسول نورانی

23 جون 2008ء کی دوپہر لاہور ہائیکورٹ کے پی سی او ججز نے میاں نواز شریف کو ضمنی انتخابات میں حصہ لینے سے نااہل قرار دے دیا ہے اور لاہور ہائی کورٹ نے اپنا تفصیلی فیصلہ سناتے ہوئے کہا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 45 کے تحت صدر مملکت نے جو سزائیں معاف کی تھی۔ اس معافی کے باوجود نواز شریف کو سزا یافتہ ہونے سے بری الزمہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، حکم میں کہا گیا ہے کہ صدر نے نواز شریف کی جو سزا معاف کی ہے اس کی نقل بھی عدالت میں پیش نہیں کی گئی ہے۔ تینوں ججز اس بات پر متفق ہیں کہ نواز شریف کا سزا یافتہ ہونا ختم نہیں ہوا، حکم میں کہا گیا ہے کہ نواز شریف صاحب احتساب عدالت سے بھی سزا یافتہ ہیں اور 21 سال کیلئے انہیں نااہل قرار دیا جاچکا ہے، مزید کہا گیا ہے کہ نواز شریف نے عدلیہ کو تذلیل کا نشانہ بنایا اور اپنے کاغذات نامزدگی میں جھوٹا بیان حلفی داخل کروایا، اس صورتحال میں ریٹرننگ آفیسر کا 23 مئی 2008ء کا فیصلہ 31 مئی 2008ء الیکشن ٹربیونل کا فیصلہ، یکم جون 2008ء چیف الیکشن کمشنر کا فیصلہ کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ حکم میں کہا گیا ہے کہ نو... یہ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت اپنی اہلیت ثابت نہیں کرسکے اس لئے انہیں نااہل قرار دیا جارہا ہے، مذکورہ عدالتی فیصلہ جاری ہونے کے بعد مسلم لیگی کارکنان کی طرف سے ملک گیر احتجاج جاری ہے۔ پنجاب اسمبلی اور قومی اسمبلی میں مسلم لیگی ارکان نے اس فیصلے کی پرزور مذمت کی، نواز شریف، شہباز شریف اور دیگر مسلم لیگی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ کٹ جائیں گے لیکن پی سی او ججز کو نہیں مانیں گے۔ میاں نواز شریف نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس فیصلے میں ایوان صدر شریک ہے، حکومت جائے یا ہزار بار نااہل قرار دیا جائے پھر بھی پرواہ نہیں۔ ہم سپریم کورٹ میں اپیل نہیں کریں گے۔ پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری نے اس فیصلے کو مایوس کن قرار دیا ہے۔ سینٹ میں قائد حزب اختلاف میاں رضا ربانی نے کہا ہے کہ یہ اتحاد توڑنے کی سازش ہے۔ نواز شریف دو بار ملک کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔ اس وقت مخلوط حکومت میں شامل ایک اہم ترین جماعت مسلم لیگ ن کے سربراہ ہیں۔ ایک امریکی ادارے "میمر فری ٹو ہاروڈ" نے اپنے حالیہ سروے میں انہیں ملک کا مقبول ترین رہنما قرار دیا ہے جو 86 فیصد عوام کے پسندیدہ رہنما ہیں۔ ضمنی انتخاب میں میاں صاحب کی شرکت دراصل ان کی

> شہباز شریف اور دیگر مسلم لیگی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ کٹ جائیں گے لیکن پی سی او ججز کو نہیں مانیں گے
> میاں نواز شریف نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس فیصلے میں ایوان صدر شریک ہے

موجودہ سیاسی اور جمہوری نظام پر اعتماد اور اسے استحکام ہمکنار کرنے کی کوششوں کا آئینہ دار قرار دی جا رہی تھی موجودہ پی سی او عدالتوں کے بارے میں ان کا موقف کسی سے مخفی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے عام خیال یہ ہوا کہ سیاستدان اور سیاسی جماعتیں اپنی لڑائی سیاسی میدان میں لڑیں اگر ان عدالتوں کو ملوث نہ کیا جائے جو پہلے ہی حکومت اور سیاسی جماعتوں کے دباؤ کا شکار ہیں، ان پر سیاسی فیصلوں کا دباؤ ڈالنا، انہیں مزید دباؤں میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ میاں نواز شریف کی نااہلی کے فیصلے کے بعد مسلم لیگ ن کے رہنماؤں کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ پی سی او ججوں کے بارے میں ان کا موقف درست ہے جبکہ پی پی پی کے رہنماؤں نے بھی فیصلے کی بظاہر مذمت کرکے مسلم لیگ کے موقف کی تائید کی ہے۔ وفاقی حکومت اور الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مسلم لیگ ن کے ارکان کے احتجاج اور واک آؤٹ کے بعد وفاقی وزیر فاروق ایچ نائیک نے اعلان کیا ہے کہ یہ فیصلہ نواز شریف کے خلاف نہیں بلکہ ہمارے خلاف ہے۔ حلقہ 123 کے ووٹروں کی طرف سے اس کی سماعت پر ... کا ایک چیلنج کر رہا ہے، ہوسکتا ہے کہ جب آپ ... رہے ہوں تو کوئی نہ کوئی فیصلہ منظر عام پر آ چکا ہو ... حیرانی اس بات کی ہو رہی ہے کہ اسمبلی سے واک ... صرف مسلم لیگ ن سے تعلق رکھنے والے ارکان نے ... کیا پی پی پی جو اتحاد کی داعی اور علمبردار ہے اس کو ...

> ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف وفاقی درخواست میاں صاحب کے ناقدین کا ان کو دوسرے ہاتھ سے پکڑنے اور پی سی او عدلیہ کو بالواسطہ تسلیم کرنے کے مترادف قرار دے سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ اس سے بہتر تھا کہ میاں صاحبان خود ہی سپریم کورٹ سے رجوع کرتے یا ہائی کورٹ کے یکطرفہ فیصلے پر اکتفا کرتے

تجزیہ وتبصرہ

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ پاکستانی ٹکڑوں پر پلنے والے کرزئی بھی ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق پاکستان سیاسی عدم استحکام سے دوچار ہے، معزول جج بحال اور صدر کے خلاف مواخذے پر اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے حکمران اتحاد کو اندرونی ریشہ دوانیوں اور بیرونی سازشوں کا سامنا ہے

بنا تھا کہ وہ بھی واک آؤٹ کرے اور عدلیہ کے اس یکطرفہ فیصلے کے خلاف مشترکہ قرارداد پاس کرائے کہ میاں صاحب کو نااہل قرار دینا یکطرفہ، نظریہ ضرورت اور بدنیتی پر مبنی فیصلہ ہے۔ مسلم لیگ ن کے تمام ذمہ دار پی سی او عدالتوں کو نہ ماننے اور اپیل نہ کرنے کے دعوے کر رہے ہیں اور ملک بھر میں پی سی او ججوں کے خلاف مظاہروں کا اعلان کر دیا ہے۔ سپریم کورٹ نے حلقہ این اے 123 میں ضمنی انتخابات سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے تک ملتوی کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے۔

چوہدری نثار علی خان نے اعلان کر دیا ہے کہ ہم نے حکومت کو اپیل کرنے کی اجازت نہیں دی، ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف وفاقی درخواست کو میاں صاحب کے ناقدین کان کو دوسرے ہاتھ سے پکڑنے اور پی سی او عدلیہ کو بالواسطہ تسلیم کرنے کے مترادف قرار دے سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ اس سے بہتر تھا کہ میاں صاحبان خود ہی سپریم کورٹ سے رجوع کرتے یا ہائی کورٹ کے یکطرفہ فیصلے پر اکتفا کرتے۔

اس فیصلے کی آئینی اور قانونی حیثیت سے قطع نظر موجودہ حالات میں جب ملک اندرونی مسائل میں گھرا ہوا ہے، غریب آدمی خودکشیوں پر مجبور ہے، عوام لوڈشیڈنگ سے تنگ آکر اب اس کے عادی بن چکے ہیں، بجلی معیشت کا پہیہ رکا ہوا ہے، مہنگائی اور بے روزگاری نے قوم کی مایوسی، بے چینی اور پریشانیوں میں اضافہ کیا ہوا ہے۔ بیرونی صورتحال یہ ہے کہ اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کے ترجمان نے کہا ہے کہ استعماری طاقتیں پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر رہی ہیں، اس صورتحال میں پاکستان کو ایران سے زیادہ خطرناک خیال کرنے لگے ہیں اور پاکستان دنیا کے خطرناک ترین ممالک کی صف میں شامل کیا جا چکا ہے۔ امریکہ جب اور جب چاہتا ہے پاکستان کی سرحدی حدود کی خلاف ورزی کر لیتا ہے، اس بے لگام گھوڑے کو کوئی لگام دینے والا نہیں ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ پاکستانی ٹکڑوں پر پلنے والے کرزئی بھی ہمیں دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق پاکستان سیاسی عدم استحکام سے دوچار ہے، معزول جج بحال اور صدر کے خلاف مواخذے پر اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے حکمران اتحاد کو اندرونی ریشہ دوانیوں اور بیرونی سازشوں کا سامنا ہے۔ اس کے مستقبل کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مسلم لیگ ن نے چند روز قبل ایک آڈیو ٹیپ کے ذریعے اس خدشے کا اظہار بھی کر دیا تھا کہ میاں نواز شریف کو نااہل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس عدالتی فیصلے سے نہ صرف حکمران اتحاد مسائل سے دوچار ہو گیا ہے بلکہ موجودہ جمہوری نظام کے مستقبل پر بھی سنگین خطرات منڈلا رہے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن اور اسفند یار ولی کے علاوہ تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین اس وقت پارلیمنٹ سے باہر ہیں۔ اے پی ڈی ایم کی قیادت بائیکاٹ کی وجہ سے موجودہ پارلیمانی اداروں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔ سواد اعظم اہلسنت کی نمائندہ سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان موجودہ سیاسی نظام سے خیر کی کوئی توقع نہیں رکھتی۔ یہ خدشہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ اگر حکمران اتحاد نے جج بحال نہ کئے تو ملک میں احتجاجی تحریک جنم لے سکتی ہے۔ اس

سواد اعظم اہلسنت کی نمائندہ سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان موجودہ سیاسی نظام سے خیر کی کوئی توقع نہیں رکھتی

ماحول میں اگر ملک کی اہم سیاسی جماعت کے قائد کو پارلیمنٹ سے باہر رکھنے کی کوشش کی گئی اور ججز کی بحالی کے حوالے سے پارلیمنٹ کی رکنیت ہی نہیں بلکہ پنجاب حکومت کی پرواہ نہ کرنے کا عزم رکھنے والی سیاسی جماعت کو اگر دیوار سے لگانے کی کوشش کی گئی تو مسلم لیگ نے "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مصداق ان قوتوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے جو اس وقت پارلیمنٹ سے باہر ہیں تو موجودہ پارلیمانی نظام کا چلنا مشکل ہو جائے گا۔ جی ایچ کیو میں قابض شخص چاہتا ہی یہی ہے کہ ملک میں بدامنی ہو اور کسی نہ کسی طرح کوئی بہانہ تلاش کر کے وہ 58 ٹو بی کا استعمال کر کے موجودہ ججوں کے ذریعے اپنے اقتدار کو دوام بخشے۔ ملک و قوم کا مفاد اس میں ہے کہ نہ صرف حکمران اتحاد برقرار رہے بلکہ تمام سیاسی قوتوں کی موجودہ پارلیمنٹ اور جمہوری نظام میں دلچسپی ختم نہ ہو اور ساڑھے آٹھ سال کے سیاہ دور کے بعد وجود میں آنے والے جمہوری اور پارلیمانی ادارے خوش اسلوبی سے چلتے رہیں مگر میاں نواز شریف کو دھچکا دے کر یہ عوامی خواہش ناکامی سے دوچار کی جا رہی ہے، جو انتہائی افسوسناک امر ہے۔



جی ایچ کیو میں قابض شخص چاہتا ہی یہی ہے کہ ملک میں بدامنی ہو اور کسی نہ کسی طرح کوئی بہانہ تلاش کر کے وہ 58 ٹو بی کا استعمال کر کے موجودہ ججوں کے ذریعے اپنے اقتدار کو دوام بخشے

مہنگائی کا بڑھتا ہوا منہ زور طوفان.......

کھو بیٹھے گا ہر انسان روٹی کپڑا اور مکان.....!

عوام دوستی کے دعوے مگر عوامی ریلیف سے محروم مراعات یافتہ طبقے کا نمائندہ بجٹ

ملک و قوم پر غربت، فاقہ کشی اور بے روزگاری کے منڈلاتے مہیب سائے دن بہ دن گہرے ہوتے جا رہے ہیں



محمد احمد قادری

11 جون 2008ء کو قومی اسمبلی میں بجٹ کے پیش ہونے کے بعد ملک بھر میں اشیاء خورد و نوش کی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کا سلسلہ جاری ہے، مہنگائی کا جن بوتل سے باہر آچکا ہے جسے اب دوبارہ بوتل میں بند کرنا ناممکن دکھائی دے رہا ہے روزمرہ کی اشیاء ضروریہ کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے وطن عزیز کے عوام کو کہیں کا نہیں چھوڑا ہے، معلوم نہیں کہ غریب عوام کا اب کیا بنے گا، پیٹرول، ڈیزل بجلی، گھی، تیل، گندم، چاول، لال مرچ و جملہ ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتوں نے ایک بحرانی کیفیت پیدا کر دی ہے آٹے دال کے دام بڑھ رہے ہیں، جس کی ذمہ داری حکومت کی پالیسیوں پر عائد ہوتی ہے، گزشتہ آٹھ ماہ میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ حکومت کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس نے عوام کے جسم میں مہنگائی کا چھرا گھونپ دیا ہے، ایک طرف آصف علی زرداری صاحب کا کہنا ہے کہ عوام نے ہمیں بجلی کی بحالی کیلئے نہیں روٹی، کپڑے اور مکان کیلئے ووٹ دیئے ہیں مگر دوسری طرف ان کی حکومت جو روٹی کا نوالہ بھی عوام سے چھین لینے کے اقدامات کر رہی ہے جو کسی نہ کسی طرح ان کے منہ تک پہنچ رہا ہے، بے انتہا مہنگائی کے باوجود IMF اور ورلڈ بینک اشیائے صرف کی قیمتوں میں مزید اضافے کیلئے حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں، گو کہ عالمی مالیاتی ادارے پچھلی تمام حکومتوں سے اشیائے ضرورت پر دی جانے والی رعایت ختم کرنے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں مگر ان مطالبات کو تسلیم کرنے کے معاملے میں جیسی فرمانبرداری کا مظاہرہ موجودہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنے ابتدائی دنوں میں شروع کیا ہے ایسا تو پچھلی کسی حکومت نے نہیں اپنے پورے دور حکومت میں نہیں کیا اور حال یہ ہے کہ عوام کے نام پر اقتدار کے ایوانوں میں پہنچنے والے حکمران عوام کو مہنگائی کے بے رحم سیلاب کے تھپیڑوں کے سپرد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق 3 ہزار ماہوار آمدنی والے افراد کیلئے مہنگائی کی شرح 30.32 فیصد ریکارڈ کی گئی ہے وفاقی ادارہ شماریات کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق گزشتہ ماہ 13 سے 19 جون 2008ء کے دوران قیمتوں کے حساس اشاریے (SPI) کی شرح

> ایک تحقیقی جائزے کے مطابق پچھلے چھ سال کے دوران آٹے کی قیمت 100 سے 130 فیصد، گھی اور تیل کی قیمت میں 90 فیصد چاول کی قیمت میں 200 سے 250 فیصد جبکہ دالوں کی قیمت میں 100 سے 228 فیصد اضافہ ہوا ہے

26.79 فیصد رہی جبکہ ہفتہ وار بنیاد پر ایس پی آئی میں 0.76 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، رپورٹ کے مطابق 3 ہزار روپے کمانے والے افراد کیلئے مہنگائی کی شرح 30.32 5 ہزار روپے کمانے والے افراد کیلئے 29.57 فیصد، 12 ہزار روپے کمانے والوں کیلئے 48 فیصد جبکہ 12 ہزار روپے سے زائد کمانے والے افراد کیلئے مہنگائی کی شرح میں 24.04 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے اس رپورٹ کے مطابق حساس اشاریے میں شامل 53 اشیاء میں 23 کی قیمتوں میں اضافہ اور 11 میں کمی دیکھی گئی، جبکہ 19 اشیاء کی قیمتوں میں استحکام رہا، گزشتہ کے اس ہفتے کے دوران سب سے زیادہ 34 فیصد





ٹماٹر کی قیمت میں ہوا، جو 13.86 روپے فی کلوگرام اور سب سے زیادہ 3 فیصد کمی لہسن کی قیمت میں ہوئی، رپورٹ کے مطابق گزشتہ ماہ کے اس ہفتے کے دوران مرغی (فارمی)، کھلی چائے کی پتی، انڈے، گھی، ایل پی جی، مٹی کا تیل، خوردنی تیل، خشک دودھ، نمک، سگریٹ، دال مسور، ڈبل روٹی، جلانے والی لکڑی، نہانے کے صابن، دہی، واشنگ سوپ، تازہ دودھ سمیت 23 اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا، جبکہ لہسن، پیاز، چاول، دال مونگ، چینی، گندم، دال چنا، سرسوں کا تیل، گڑ، سرخ مرچ، سمیت 11 اشیاء کی قیمتوں میں کمی ریکارڈ کی گئی، بڑا گوشت بکرے کا گوشت، تیار چائے کی پیالی، تیار شدہ بڑے گوشت کی پلیٹ، پیٹرول، اور ڈیزل سمیت 19 اشیاء کی قیمتوں میں استحکام رہا ہے۔

ماضی کی حکومت نے چینی کا بحران پیدا کیا، آٹے، چاول اور گھی کا بحران پیدا کیا سیاسی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے 360 ارب روپے کے نوٹ چھاپے، اور اس رقم سے ڈالر خرید کر قوم کو بتایا گیا کہ ہمارے فارن ایکسچینج میں اضافہ ہوا ہے

ایک تحقیقی جائزے کے مطابق پچھلے چھ سال کے دوران آٹے کی قیمت 100 سے 130 فیصد، گھی اور تیل کی قیمت میں 90 فیصد، چاول کی قیمت میں 200 سے 250 فیصد جبکہ دالوں کی قیمت میں 100 سے 228 فیصد اضافہ ہوا ہے، جائزے میں بتایا گیا ہے کہ 2003ء میں مسور کی دال 35 روپے فی کلو تھی جو اب 228 فیصد اضافے کے بعد 115 روپے فی کلو فروخت ہو رہی ہے، دیگر دالوں، آٹے، چاول اور مصالحہ جات سب کی قیمتوں میں دو سے تین سو گنا تک اضافہ ہو چکا ہے ایسی صورت میں عام آدمی پر جو کچھ گزر رہی ہے عوام کے نام پر حکومت کرنے والوں کو اس کا احساس نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انتہائی ڈھٹائی، بے دردی اور بے حسی کے ساتھ روز اعلانات آ رہے ہیں کہ عوام کو دی جانے والی تمام مالی مراعات واپس لی جا رہی ہیں، لگتا ہے کہ حکومت نے طے کر لیا ہے کہ لوگوں کو کسی چیز پر کوئی رعایت نہ دی جائے اور منافع خوروں کو لوٹ مار کی کھلی چھوٹ دے کر غریبوں کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔

دوسری طرف عوام دوستی کے دعووں کے ساتھ پیش کیے گئے وفاقی بجٹ کی تفصیلات جیسے جیسے بے نقاب ہوئیں، ویسے ویسے حکمرانوں کی عوامی ہمدردی کی حقیقت بھی سامنے آتی گئی، ابتداء میں وفاقی بجٹ کے اس پہلو کا ملک بھر میں پر جوش خیر مقدم کیا گیا کہ اس میں عام آدمی کے استعمال کی اشیاء پر کوئی نیا ٹیکس لگانے یا جاری ٹیکس کی شرح میں اضافہ کرنے سے گریز کرتے ہوئے تین سو اسی اشیاء پر 35 فیصد ڈیوٹی لگائی گئی جو سامان تعیش کے زمرے میں آتی ہیں، مگر جیسے جیسے بجٹ کی تفصیلات منظرِ عام پر آئیں تو معلوم ہوا کہ حکومت نے سامان تعیش کی آڑ میں کئی ایسی چیزوں پر بھی 35 فیصد کی بھاری بھرکم ڈیوٹی لگا دی ہے جو کہ ایک عام آدمی کی ضروریات زندگی میں شامل اور استعمال میں آنے والی ہے، ایک رپورٹ کے مطابق فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی پھرتیوں کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حالیہ وفاقی بجٹ میں جن تین سو اشیائے تعیش پر کسٹم ڈیوٹی میں اضافہ کیا گیا ہے ان میں عام گھریلو استعمال کی اشیاء مثلاً کپڑے دھونے کا صابن نہانے کے مختلف اقسام کے صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ بھی شامل ہیں ان سب پر ڈیوٹی 25 فیصد سے بڑھا کر 35 فیصد کر دی گئی ہے، جبکہ امیر طبقے جو اپنے بچوں کیلئے امپیریل ڈٹرجنٹ پاؤڈر، نیپکن اور لیڈیز مخصوص پیڈ اور ڈش واشنگ لیکوئڈ استعمال کرتے ہیں ان پر کسٹم ڈیوٹی میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا، بلکہ نئے بجٹ میں اس کی شرح حسب سابق 25 فیصد ہی رکھی گئی ہے، صنعتی، تجارتی اور عوامی حلقوں نے FBR کے اس اقدام کو کھلی دھاندلی اور عوام دشمن ذہنیت کا مظاہرہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت نے ان اشیاء پر ٹیکس میں اضافہ نہ کر کے چند ملٹی نیشنل کمپنیوں کو جان بوجھ کر فائدہ پہنچایا ہے، ان کا مطالبہ ہے کہ عام گھریلو استعمال کی اشیاء مثلاً کپڑے دھونے کا صابن نہانے کے مختلف اقسام کے صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کو سامان تعیش کی فہرست سے فوری طور پر خارج کیا جائے اور ان پر عائد کی گئی اضافی ڈیوٹی واپس لی جائے۔

یہ بات درست ہے کہ وفاقی حکومت نے بڑے ناساعد حالات میں سال 09-2008 کا وفاقی بجٹ پیش کیا جو 23 جون 2008ء کو قومی اسمبلی سے 5 ترامیم کے ساتھ منظور کر لیا گیا ہے، گو کہ حکومت کی مشکلات سے ہم بھی بخوبی آگاہ ہیں، ان تمام تر مشکلات کے باوجود وفاقی حکومت نے اپنے تئیں بجٹ کو متوازن رکھنے کی بھرپور کوشش کی لیکن یہ کوشش ہوئی بے لگام مہنگائی پر قابو پانے میں حکومت عملی طور پر ناکام دکھائی دیتی ہے، حکومت نے بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 20 فیصد اضافہ

عالمی مالیاتی ادارے پچھلی تمام حکومتوں سے اشیائے ضرورت پر دی جانے والی رعایت ختم کرنے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں، حکمران مطالبات کو تسلیم کرنے کے معاملے میں جس فرمانبرداری کا مظاہرہ موجودہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنے ابتدائی دنوں میں شروع کیا ہے، ایسا تو پچھلی کسی حکومت نے نہیں اپنے پورے دور حکومت میں نہیں کیا

اور کم سے کم اجرت 6ہزار روپے کے ساتھ کم از کم پنشن 2ہزار روپے مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ بے نظیر سپورٹ پروگرام کے تحت غریب خاندانوں کیلئے ایک ہزار روپے ماہانہ کی امداد اور قومی بچت اسکیموں پر شرح منافع میں دو فیصد اضافہ اور جان بچانے والی ادویات پر ڈیوٹی ختم کر کے بظاہر اچھے اقدامات کرنے کی کوشش کی ہے اور دعویٰ کیا ہے اس سے ایک عام آدمی کو ریلیف ملے گا، جبکہ حقیقتاً اس بات کا امکان بہت ہی کم ہے، کیونکہ تنخواہوں میں 20فیصد اضافہ اونٹ کے منہ میں زیرے کا مصداق اور افراط زر کی نذر ہو جائے اور کنوینس الاؤنس پیٹرول کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی بھینٹ چڑھ جائے گا، کیا کوئی بتائے گا کہ 6000ہزار روپے میں مہینہ بھر کا راشن، مکان کا کرایہ، بجلی اور گیس کا بل، دوائیں، تعلیم و صحت کے اخراجات کس طرح پورے ہو سکتے ہیں؟ دراصل یہی وہ سوال ہے جس کا جواب عوام اس بجٹ میں چاہتے تھے کیونکہ انہیں بتایا گیا تھا کہ ماضی کی حکومت نے بجلی کا بحران پیدا کیا، آٹے، چاول اور گھی کا بحران پیدا کیا، سیاسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے 360ارب روپے کے نوٹ چھاپے اور اس رقم سے اللے تللے خرچ کر کے قوم کو بتایا گیا کہ ہمارے فارن ایکسچینج میں اضافہ ہوا ہے کہا گیا کہ ترسیلات زر میں یہ اضافہ عوام کا حکومت پر اعتماد کا اظہار ہے، جبکہ پاکستان کے ایک سابق مشیر خزانہ سلمان شاہ فرماتے رہے کہ پاکستان میں پیٹرول سب سے سستا ہے اور اشیائے خورد و نوش بھی سستی ہیں، یعنی مزید مہنگائی کی ابھی گنجائش موجود ہے، سابقہ حکومت نے افراط زر، غربت اور مہنگائی کے غیر حقیقی اعداد و شمار پیش کر کے قوم کو دھوکہ دیا، سابقہ دور میں نج کاری کے اسکینڈل بھی منظر عام پر آئے، غیر ملکی قرضوں میں مسلسل اضافہ ہوا، مگر حکومت کنٹرول توڑنے کے دعوے کرتی رہی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں کے سبب پاکستان کے عوام اور ملکی معیشت دباؤ کا شکار ہوئے، جس کی وجہ سے آج بھی سماجی عدم توازن اور بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ معاشی پیچیدگیوں کا سب سے بڑا سبب ہے، لوگ مایوس ہو رہے ہیں، غربت کا گراف تیزی سے اوپر کی طرف جا رہا ہے، ملکی برآمدات میں کمی آ رہی ہے اور غذائی اشیاء کا بحران شدید تر ہوتا جا رہا ہے، ایسی صورت میں موجودہ حکومت کے ظاہری خوشنما اقدامات عوام کو کیا ریلیف دے سکتے ہیں اور کیا حکومت کے ان چند اقدامات سے بڑھتی ہوئی بے لگام مہنگائی میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے، ایک طرف تو حکومت عوام دوست بجٹ پیش کرنے اور غریبوں کیلئے روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے لگاتی ہے دوسری طرف وہ بجٹ میں تیل، بجلی اور کھانے پینے کی اشیاء پر غریبوں کو ملنے والی سبسڈی کم کر دیتی ہے، جس کا نتیجہ یقینی طور پر مہنگائی بڑھنے کی ہی صورت میں نکلے گا، تیل، بجلی اور کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتیں پہلے ہی بہت زیادہ ہیں، ان میں مزید اضافہ عوام کی مشکلات میں اضافے کا باعث بنے گا، حکومت کا عوام دوستی

> 2003ء میں مسور کی دال 35روپے فی کلو تھی جو اب 228فیصد اضافے کے بعد 115روپے فی کلو فروخت ہو رہی ہے، دیگر دالوں، آٹے، چاول اور مصالحہ جات سب کی قیمتوں میں دو سے تین سو گنا تک اضافہ ہو چکا ہے

کا ایک اور مظاہرہ بجٹ کا خسارہ کم کرنے کیلئے بجلی پر دی جانے والی سبسڈی کو مرحلہ وار ختم کرنے کا فیصلہ بھی ہے، جس سے یکم جولائی 2008ء سے بجلی کی قیمت میں 10 سے 16فیصد تک اضافے کا قوی امکان ہے، کہا جا رہا ہے کہ حکومت کے اس فیصلے کے پیچھے عالمی بینک کا دباؤ کارفرما ہے، مقروض ملکوں کا یہی سب سے بڑا المیہ ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے عوام کو ریلیف بھی نہیں دے سکتیں، عالمی بینک اور دیگر مالیاتی ادارے جب امداد کے نام پر قرض دیتے ہیں تو اس کے ساتھ حکومت وقت کو شرائط کی ایک لمبی لسٹ بھی دیتے ہیں جس کی کڑوی گولی بہرحال غریب عوام اور عام آدمی کو نگلنا پڑتی ہے، کیونکہ بڑے اور کاروباری لوگ تو اپنے منافع میں اضافہ کر کے اپنا نقصان پورا کر لیتے ہیں انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ چیز کتنی مہنگی ہوگی اور عام آدمی کی دسترس میں رہ پائے گی یا نہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ حکومت نے مالی سال 09-2008ء میں بجلی کے بل میں شامل 15فیصد GST کو یکم جولائی سے 16فیصد کر کے صارفین سے وصولی کی تجویز پیش کی گئی ہے، ذرائع کے مطابق اس وقت بجلی کے بلوں میں شامل 15فیصد جنرل سیلز ٹیکس سبسڈی کی صورت میں حکومت ادا کر رہی ہے جب کہ فنانس بل پاس ہونے کی صورت میں یکم جولائی 2008ء سے یہ سبسڈی ختم کر دی جائے گی اور GST بڑھا کر 16فیصد کر کے صارفین سے وصول کیا جائے گا، اس طرح بجلی کی قیمت میں یکدم 16فیصد اضافے سے مہنگائی کے طوفان کو اور بھی زیادہ مہمیز اور تقویت ملے گی، بجلی پر حکومت کی جانب سے سبسڈی ختم کرنے کی خبروں کے ساتھ ہی گھی، دال، اور دیگر اشیائے صرف کی قیمتوں میں مزید اضافہ ہو گیا، حکومت نے غریبوں کی مشکلات میں مزید اضافے کیلئے نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی (نیپرا) کو پاور ڈسٹری بیوشن کمپنیوں کی فیول ایڈجسٹمنٹ سہ ماہی کے بجائے ماہانہ بنیادوں پر کرنے کی بھی اجازت دے دی ہے، جس کے نتیجے میں اب بجلی کے بلوں میں بار بار اضافے کا امکان پیدا ہو گیا ہے اور فیول ایڈجسٹمنٹ اور جی ایس ٹی پر دی جانے والی سبسڈی کے ختم ہونے سے بجلی صارفین کے ماہانہ بلوں میں 20 سے 30فیصد اضافے کا بھی یقینی امکان ہے، حکومت نے وفاقی بجٹ میں بجلی اور تیل کی مد میں دی جانے والی سبسڈی 21.307ارب روپے سے کم کر کے 3.018ارب روپے کرنے کا بھی اعلان کیا ہے، جس کے نتیجے میں گھریلو، صنعتی اور کمرشل صارفین کے بلوں میں اضافہ ہونا لازمی امر ہے، اس کے علاوہ حکومت نے ملک بھر کی بجلی تقسیم کرنے والی کمپنیوں کو فیول ایڈجسٹمنٹ کا بوجھ بھی صارفین پر ڈالنے کی اجازت دے دی ہے، اس فارمولے سے عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتوں میں اضافے کے بعد بجلی کی قیمت خودکار طریقے سے تبدیل ہو سکے گی، قومی اسمبلی سے منظور ہونے والے فنانس بل 2008ء کے تحت جولائی

بلند حیثیت سے بجلی کے نرخوں کا جواز کرنے لیتے کا اختیار ل چکا ہے [illegible] پیپلز پارٹی پر بھی اور حکومت پر بھی بے تحاشا [illegible] کا الزام ہے کہ ان اقدامات سے مہنگائی میں مزید اضافہ ہوگا اس کے علاوہ اس کا بوجھ عوام پر پڑے گا اس وقت حکومت تیل کے نرخ پٹرول فی لیٹر 70.33 روپے ہائی اسپیڈ ڈیزل پر 55.33 روپے علاوہ ازیں ڈیزل پر 7.15 روپے اور پیٹرول پر بھی تقریباً اسی قدر یعنی 7.15 روپے فی لیٹر کی سبسڈی دے رہی ہے جو سالانہ اب روپے یعنی تقریباً 57.50 ارب روپے بنتی ہے وفاقی حکومت کی جانب سے بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات میں کمی اور بجلی پر 10 فیصد سرچارج کے علاوہ سے ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمت میں 8 روپے 51 پیسے فی لیٹر کا اضافہ ہو جائے گا اور پیٹرول کی قیمت میں کم از کم 10 روپے فی لیٹر کا اضافہ ہوگا اس صورتحال کو سامنے رکھا جائے تو آنے والے دنوں میں جہاں عوام کی معاشی مشکلات میں اضافہ ہوگا وہیں حکومت کیلئے بھی بے شمار مسائل پیدا ہوں گے۔

ہمارے ملک میں گزشتہ کئی سالوں سے سیاسی غیر یقینی کے سبب معاشی ترقی کی رفتار بہت متاثر ہوئی ہے۔ ملکی معاشی شرح نمو 2 فیصد سے کم ہو کر 6 فیصد رہ گئی ہے ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت کم ہو کر 10 فیصد کے قریب پہنچ گئی ہے بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے نے وطن عزیز کی معیشت کو بری طرح متاثر کیا ہے سابقہ حکومت کی ناقص پالیسی کی وجہ سے سابقہ تین برسوں میں تقریباً 12.50 ملین افراد غربت کی لکیر کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں ملک میں 12 ڈالر روزانہ آمدنی کے لحاظ سے تقریباً 130 ملین افراد غربت کی زندگی گزار رہے ہیں سوال یہ ہے کہ [illegible] ان افراد کی زندگی اجیرن ہو جائے گی [illegible] آنے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ [illegible] کے غریب تر اور امیر کے امیر تر [illegible] بجٹ میں عوام کو [illegible] کے بجائے الٹی نظروں کے لئے [illegible] ہی کی زبوں حالی [illegible] سے عملی اقدامات [illegible] اس وقت ملکی حالات نہایت گمبھیر

ہیں لوگوں کو نئی حکومت سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت اور جناب آصف علی زرداری نے ہی لوگوں کی حالت کے اس مطالبے کو اپنے پر بیچ پر ظاہر کر دکھایا دیتے ہیں جس کیلئے پوری قوم ہم آواز ہے اور نہ ہی روٹی کپڑے اور مکان کی فراہمی کی اس ذمہ داری کو پورا کرتے دکھائی دے رہے ہیں جس کیلئے عوام نے انہیں مینڈیٹ دیا ہے اس کے بجائے وہ عام آدمی کے منہ کا نوالہ بھی چھین لینے کیلئے مسلسل اقدامات کر رہے ہیں اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت پاکستانی قوم کے بجائے بین الاقوامی لیٹروں، منافع خوروں اور استحصالی عناصر کی نمائندگی کر رہی ہے۔ اگر پیپلز پارٹی اپنے بارے میں اس تاثر کو دور کرنا چاہتی ہے تو اسے عوام دشمن پالیسیاں ترک کرکے ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جو عام آدمی کی زندگی میں سکھ چین اور سہولت کا ذریعہ بن سکیں۔

> پیپلز پارٹی کی حکومت پاکستانی قوم کے بجائے بین الاقوامی لیٹروں، منافع خوروں اور استحصالی عناصر کی نمائندگی کر رہی ہے

وطن عزیز پاکستان میں گزشتہ چند برسوں سے جو کچھ ہوا اس کا منطقی نتیجہ آج اقتصادی بحران کی شکل میں ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ حکومت عوام کی معاشی مشکلات پر قابو پانے کیلئے اپنی معاشی حکمت عملی بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ ملک کے سیاسی ماحول کو بھی بہتر بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ بجلی، پیٹرول اور دیگر اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے حکومت نے بجٹ میں عام آدمی کیلئے جن سہولتوں کا اعلان کیا ہے وہ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ معروف برطانوی جریدے اکانومسٹ کا کہنا ہے کہ پاکستان نے مالی سال 2008-09 کے پہلے 10 ماہ میں 3.5 بلین ڈالر کی خوراک درآمد کی یہ اعداد و شمار ہمارے پالیسی سازوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہونے چاہئیں۔ کیا یہ المیہ نہیں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہوتے ہوئے جس کے پاس دنیا کا بہترین نہری نظام بھی موجود ہو، اسے باہر سے خوراک درآمد کرنی پڑے یہ سب کچھ جہاں بد انتظامی اور بد عنوانی کا آئینہ دار ہے وہاں اقتدار کی

کھینچا تانی کے باعث پالیسیوں میں عدم تسلسل کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ ان تمام عوامل نے مل کر ملکی معیشت کی چولیں ہلا دی ہیں۔ اس وقت ملک کا زرعی شعبہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے گو کہ وفاقی حکومت نے بجٹ میں زرعی شعبے کو کچھ مراعات دی ہیں، مگر ان مراعات سے زیادہ یہ شعبہ حکومت کی خصوصی توجہ کا متقاضی ہے، جس سے ہم کھانے پینے کی اشیاء میں خود کفیل ہو سکتے ہیں اور گندم، چاول اور دیگر اشیاء جیسے دالوں درآمد کرنے سے بچ سکتے ہیں لیکن یہ سب کچھ مربوط، منظم اور مسلسل پالیسیوں کے ساتھ سیاسی استحکام کے بعد ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ گویا یوں کہا جائے کہ اگر ملک میں سیاسی استحکام آئے گا تو تب ہی پالیسیاں کامیاب ہو سکیں گی مگر اگر ایسا نہیں ہوسکا تو ملک پر قرضوں کا بوجھ بڑھنے کے ساتھ ساتھ عوام بھی مہنگائی کی دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے لہٰذا اب وقت آ گیا ہے کہ ہمارے پالیسی ساز، سیاستدان اور معیشت دان حالات کی نزاکتوں اور ضرورتوں کو سمجھیں اور آئین و قانون کے دائرے میں رہ کر سارے معاملات طے کرکے قومی مفاد میں ان مسائل کا حل نکالیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر ملک میں کوئی تو معاشی اور سیاسی بحران پیدا نہیں ہوگا۔ اس وقت موجودہ حکومت اور اس کے اتحادیوں کو چاہیے کہ وہ قوم و ملک کے حالات کی بہتری کیلئے اپنی تمام تر توجہ معیشت کی بہتری کی جانب مرکوز رکھتے ہوئے ایسی مربوط اور منظم پالیسیاں بنائے جس سے مستقبل قریب میں مہنگائی پر قابو پایا جاسکے۔ حکومت اگر مہنگائی، بے روزگاری اور غربت جیسے مسائل حل کرنے میں سنجیدہ ہے تو اسے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے اصولوں کے تحت صنعت و تجارت، زراعت اور سروسز سیکٹر کے ایسے افراد کو مشاورت میں شامل کرنا ہوگا جو اس ملک کا اور اس کے عوام کا درد رکھتے ہوں اور بے یقینی کی کیفیت کے خاتمے کیلئے تمام سیاسی جماعتوں کو یکجا کرکے ججوں کے مسئلے سمیت تمام مسائل حل کرنے کیلئے مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنا ہوگی۔ دوسرے غربت میں کمی اور مہنگائی کے منفی اثرات کو قابو کرنے، عوام کو روزگار کی فراہمی، صنعت، تجارت اور زراعت کی ترقی، نیز مقررہ اہداف کے حصول اور سرمایہ کاری کیلئے اندرون اور بیرون ممالک سرمایہ کاروں کو پاکستان کی جانب راغب کرنے کا عمل تیز ہوگا۔ ●

"بابائے طباعت"

منشی نولکشور

اُردو ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کے یہ نام اتنا مانوس اور جانا پہچانا ہے کہ گویا خود بھی ادب کا حصہ بن گیا ہے

اُردو اور فارسی تحریروں کو کم قیمت پر گھر گھر پہنچانے میں آنجہانی منشی جی نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ قابل قدر اور ناقابل فراموش ہیں

اس وقت جب کہ مسلمان، انگریزوں سے آخری جنگ ہار کر اپنا رہا سہا اقتدار بھی گنوا چکے تھے۔ یعنی 1857ء کی جنگ آزادی میں بری طرح شکست کھا جانے کے بعد اپنا وجود قائم کرنا بھی ان کیلئے محال نظر آ رہا تھا کہ ایک سال بعد ہی بائیس سالہ نوجوان منشی نولکشور نے 1858ء میں پہلا اردو پریس قائم کر کے طباعت کا کام شروع کیا اور 1890ء میں جب وہ اس دنیا سے سدھارے تو اس کی شاخیں لکھنؤ سے نکل کر لاہور، کانپور، جبلپور اور اجمیر شریف تک پھیل چکی تھیں۔

منشی نولکشور 1836ء میں ضلع علی گڑھ کے موضع بستوی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد منشی جمنا داس بھارگو علم دوست شخص تھے اور دادا منشی بالمکند بھارگو، ایسٹ انڈیا کمپنی آگرہ میں محتسب خزانہ تھے۔ منشی نولکشور اپنے پانچ بھائیوں میں سب سے زیادہ ذہین اور محنتی تھے۔ وہ آگرہ کالج سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد لاہور چلے گئے جہاں انہیں اخبار کوہ نور کی ادارت میں شامل کر لیا گیا۔ 1857ء میں وہ اپنے وطن آگرہ واپس آ گئے مگر چونکہ یہاں ادبی سرگرمیوں کیلئے ماحول سازگار نہیں تھا اس لئے انہوں نے لکھنؤ کو اپنا مسکن بنایا۔ 1857ء میں اپنے مطبع نولکشور کی بنیاد ڈالی اور اسی پریس کو بنیاد بنا کر یہیں سے "اودھ اخبار" جاری کیا۔ شروع شروع میں یہ پندرہ روزہ تھا بعد میں ہفتہ وار ہو گیا۔ منشی جی کی کاوشوں اور ذاتی تعلقات نے اپنے وقت کے معتبر لکھنے والوں کو ان کے گرد جمع کر دیا اور اودھ اخبار کے قلمی معاونین میں بڑے بڑے نام نظر آنے لگے۔ یہاں تک کہ اس زمانے کے موقر صاحب الرائے مثلاً سرسید، غالب اور دیگر اردو زبان کی مایہ ناز ہستیوں نے اس اخبار میں دلچسپی لینی شروع کی۔ مختصر یہ کہ اس دور کے باکمال لکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد اودھ اخبار کے صفحات پر دکھائی دیتی ہے جس کی فہرست کو یوں مرتب کیا جا سکتا ہے۔

مرزا حیرت دہلوی، سید جالب دہلوی، منشی نادر حسین کاکوروی، منشی پریم چند، منشی احمد علی کاول، منشی دوارکا پرشاد افق، نوبت صاحب، مرزا عسکری لکھنوی، مرزا یاس چنگیزی، دیبی پرشاد سحر، بشوانارائن داس، عبدالباری آسی، امیر امیٹھوی، پیارے لال شاکر، پیرزادہ فدا حسین، قاضی نصیرالدین اور شوکت تھانوی وغیرہ۔

عبدالرؤف مصطفائی



منشی نولکشور نے ایک طرف اردو زبان کی نئی اور پرانی کتابوں کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا، دوسری طرف انہوں نے سنسکرت، عربی اور فارسی زبانوں کی کتابوں کو اردو میں ترجمہ کرا کے شائع کیا مثلاً داستان امیر حمزہ، طلسم ہوشربا کی ضخیم جلدیں، آفتاب شجاعت، بجل نامہ، جوبان نامہ، طلسم جمشیدی یہ داستانیں قصہ گویوں کی یادداشتوں پر مشتمل تھیں جو انہوں نے ساٹھ جلدوں میں شائع کرائیں اور اس طرح اردو زبان کے خزانے کو مالا مال کر دیا بلکہ اگر غور کیا جائے تو اردو زبان و ادب کی شاید ہی کوئی نمایاں کتاب ہوگی جو انہوں نے اپنے مطبع سے شائع نہ کی ہو۔ اس کے ساتھ میر تقی میر، نظیر اکبر آبادی، آتش، ناسخ، غالب، مومن، ذوق، ظفر، انیس، دبیر اور مونس کے دیوان اور مراثی شائع کئے۔

ان کے ایک ملازم منشی شیو پرشاد کا کہنا تھا کہ "مطبع کے عروج کے دور میں انہوں نے اردو کا کوئی ... واپس نہیں کیا"

انہوں نے دارالترجمہ قائم کیا جس میں عربی، فارسی اور ... کے ایسے جید عالم موجود تھے جو اپنے وقت کے اساتذہ ... کئے جاتے تھے۔ اس ادارے کے ذریعے سے ترجمہ ... جو کتابیں شائع ہوئیں ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ ان میں شاہنامہ، فردوسی، مثنوی مولانا روم، سیر المتاخرین، تاریخ فرشتہ، تاریخ ابی الفداء، ذخیرہ خوارزم ... اکسیر اعظم، کیمیائے سعادت، تفسیر حسینی اور ... شامل ہیں۔ عربی کی سو عربی کی مشہور کتابیں مثلاً ... واقدی، فتاوائے عالمگیری (دس جلدیں) احیائے ... (الغزالی)، عین الہدایہ، شرح و ترجمہ مشکوٰۃ شریف ضخیم جلدوں میں) دُرِّ مختار، شرح وقائع، ہدایہ ... بخاری شریف اور اس طرح کی بڑی بڑی کتابیں ترجمے کرا کے زیور طباعت سے آراستہ کئے۔ ... سنسکرت کی رامائن، مہابھارت، سکھ ساگر، بھگوت ... کے قالب میں ڈھال کر شائع کیں۔ تراجم ... اشاعت کا یہ حیران کن سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا ... زبان میں نئی نئی کتابیں بھی مختلف موضوعات پر لکھوا ... اور اس بہانے لکھنے والوں کی معاشی مدد اور سرپرستی ... ہی بس نہیں بلکہ جیسے جیسے وقت گزرتا ہے۔ اشاعتی ... کی فہرست طویل سے طویل تر ہوتی جاتی ہے۔ ... انگریزی اپنی جگہ، یہ کارنمایاں یہ انجام پایا کہ ... میں سب سے زیادہ ضخیم قرآن کریم کی تفسیر "مواہب ... جو نو ضخیم جلدوں میں ہے، مولوی امیر علی ... سے تیار کرا کے شائع کرتے ہیں، جو میرے خیال ... تفسیر قرآن، عربی زبان میں بھی شاید ہی لکھی گئی ...

حدیث کی مشہور کتاب بخاری شریف کا اردو ترجمہ اور شرح بھی تیس جلدوں میں تیار کرائی لیکن معلوم نہیں کیوں زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکی، یوں طباعت کے اس بے تاج بادشاہ نے اردو کو اتنا وسیع کر دیا کہ وہ ایک جدید اور "سرمایہ دار" زبان کہلانے کی مستحق ہو گئی۔

قرآن کریم کی کئی عربی تفاسیر کے علاوہ فیضی کی مشہور زمانہ غیر منقوط تفسیر "سواطع الالہام" کی طباعت کا سہرا بھی منشی صاحب کے ہی سر ہے، پھر ابھی ٹھہریئے اردو، عربی اور فارسی کی کئی مستند لغات بھی انہی کے چھاپے خانے سے چھپ کر نکلیں، ان میں فارسی کی "فرہنگ آنند رام" (تین جلدوں میں)، فارسی ہی کی ایک اور لغت "ہفت قلزم" (سات جلدوں میں)، موائد الفضلاء، اور جامع اللغات دو حصوں میں، مفتی غلام سرور لاہوری سے مرتب کرائی، جس کو اردو ادب کی مستند لغت سمجھا جاتا ہے۔ نیز منشی صاحب آنجہانی کی زیر نگرانی، ان کے مطبع سے شائع ہونے والی کتب کی ایک فہرست یہ بھی ہے۔ غیاث اللغات (فارسی) تفسیر اللغات اور اردو ترجمہ تفسیر القاب، عربی کی قاموس اور عربی کی صراح اور لغت حدیث، مجمع البحرین (عربی) اور لغت اللسان (عربی) اور چھوٹی بڑی درجنوں لغات کے علاوہ اردو، فارسی کی مشہور لغت جو لغات کشوری کے نام سے طالبان علم میں آج بھی مقبول اور معروف ہے۔

منشی صاحب کے طباعتی اور اشاعتی کارنامے یہیں ختم نہیں ہو جاتے بلکہ اس کا سلسلہ مزید آگے بڑھتا ہے اور وہ سنسکرت کتابوں کو ہندی رسم الخط میں بھی شائع کراتے ہیں تاکہ ہندی اور اردو بولنے والے ذہنی طور پر قریب آسکیں، اسی نیک سوچ اور راست فکر کے ضمن میں بہت سی درسی کتب بھی شائع کیں جو اسکولوں اور مدرسوں میں پڑھائی جاتی تھیں۔

وہ محض علمی و ادبی ذہن کے حامل نہیں تھے بلکہ بے پناہ کاروباری صلاحیتوں کے مالک بھی تھے۔ ان کے اس پہلو کی ایک روشن مثال یہ ہے کہ ایک بار وائسرے کی دعوت پر صحافی کی حیثیت سے کلکتہ گئے، وہاں ان کے علم میں آیا کہ ایک جہاز کاغذ لے کر آیا ہے، چنانچہ دیگر تاجروں کے ساتھ یہ بھی نمونہ دیکھنے چلے گئے۔

لیکن ابتدائی طور پر نمونہ جو کاغذ جہاز سے اتارا گیا اسے دیکھ کر کاغذ کے تاجروں نے بہت کم قیمت لگائی جبکہ انہوں نے سب سے زیادہ بھاؤ لگا کر سارا کاغذ خرید لیا، جو بظاہر گھاٹے کا سودا لگ رہا تھا لیکن بعد میں جب کاغذ اتارا گیا تو وہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کا تھا، انہوں نے آدھا کاغذ انہی تاجروں کے ہاتھوں انہی نرخوں پر بیچ کر قیمت ادا کی اور باقی نصف کاغذ اپنے کارخانے لے آئے، بعد میں خود بھی اپنے مطبع کے لیے سستا کاغذ حاصل کرنے کی غرض سے کاغذ کا ایک کارخانہ قائم کیا۔

ان کا شمار ہندوستان کی ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے، جہاں بھی جاتے ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے اور عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ہندوستان کی حکومت نے ان کی مذکورہ بالا خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں سی آئی ای (C.I.E.) کا خطاب دیا تھا۔

لدھیانہ شہر میں جب گورنر کا دربار منعقد ہوا تو منشی صاحب کو بھی والیان ریاست کے برابر کرسی دی گئی جس پر وہاں موجود نوابین نے برا منایا کہ ایک تاجر کو ان کے برابر جگہ دی گئی ہے جو ان کی شان اور مرتبہ کے خلاف ہے لیکن گورنر جنرل نے یہ کہہ کر ان معترضین کے منہ بند کر دیئے کہ: "افسوس! آپ اپنے ملک کے ایک ایسے انسان کی قدر نہیں کرتے جو اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہے گا، جبکہ آپ سب فراموش کر دیئے جائیں گے"۔

اس موقع پر افغانستان کے بادشاہ عبدالرحمٰن بھی شریک تھے، انہوں نے بڑی عزت سے انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا اور کہا "میں آپ کی خدمات کا دل سے قدر دان ہوں، اور اس دورے اور سفر میں مجھے سب سے زیادہ آپ سے ملاقات کر کے خوشی ہوئی"۔

منشی صاحب اپنی زندگی میں جو روپیہ پیسہ کماتے، اس کا بیشتر حصہ نادار طلباء اور بیواؤں کی امداد میں خرچ کر دیتے۔ آگرہ کالج جہاں سے انہیں نے کسب علم کیا تھا، اس کی مالی پریشانیوں میں ہاتھ بٹایا اور گرانقدر رقم سے اس کی مدد کی، خصوصاً کوئی بیس ہزار کی لاگت سے ایک ہاسٹل کی تعمیر کرائی، نیز کالج کے لئے پندرہ سو روپے سالانہ کی جائیداد وقف کر دی۔ علی گڑھ یونیورسٹی کو دس ہزار روپے نقد اور اس سے دوگنی رقم کی کتابوں کا عطیہ دیا، لکھنؤ کا جوبلی کالج، لیڈی ڈفرن ہسپتال، کنگ کالج، کاسٹھ پاٹھ شالہ الہ آباد اور پبلک لائبریری میرٹھ ان کی یادگار ہیں۔ حکومت ہند نے بھی ان کی بڑی قدر دانی کی اور انہیں الہ آباد یونیورسٹی کی منتظمہ کمیٹی کا رکن بنایا، نیز یوپی گورنمنٹ پریس کا نگران اعلیٰ مقرر کیا۔

آخر کار یہ نابغہ روزگار شخصیت 1890ء میں اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئی۔ اور ان کے کریا کرم کی رسومات کانپور میں گنگا کے کنارے ادا کی گئی۔

انتقال کے وقت انہوں نے اپنی محنت، ذہانت، قابلیت اور ایمانداری سے کمائی ہوئی ایک کروڑ سے زیادہ کی جائیداد چھوڑی اور اس سے کہیں زیادہ نام اور کام وہ چھوڑا جس نے انہیں ناقابل فراموش بنا دیا۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

ماہنامہ **اُفق** کراچی نے اتحاد اہلسنت کی راہ ہموار کرنے کیلئے ایک سلسلے کا آغاز بعنوان **اتحاد اہلسنت کیسے ممکن ہے؟** شروع کیا ہے
قارئین سے گزارش ہے کہ اس نیک مقصد میں ہمارے ہم سفر بنیں اور اپنی تحریری تجاویز ارسال فرمائیں

نوٹ: گزارش ہے کہ اہلسنت کی کسی بھی سیاسی یا مذہبی شخصیت کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے، صرف اور صرف تجاویز دی جائیں
تجاویز کی بنیاد ماضی کی تاریخ کو چھیڑے "بغیر کھویا ہوا مقام کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے" ہونا چاہیے

[illegible]

منشیات

تمام برائیوں کی جڑ (Intoxicating Drugs)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر صرف شیطانی کام ہیں، سو تم ان کاموں سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو سکو۔ شیطان تو صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض پیدا کرے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے اور نماز پڑھنے سے روک دے، تو کیا تم (ان کاموں سے) باز آنے والے ہو۔

حدیث مبارک ہے!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور آپ نے فرمایا جس چیز کا ایک فرق (بارہ کلو) نشہ آور ہو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔

ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرنے والی ہو اس کو منشیات (Intoxicating) کہا جاتا ہے۔ آج جس قدر ہمارا معاشرہ خراب ہو چکا ہے اس میں منشیات کا بڑا دخل ہے۔ انسان کی جسمانی، ذہنی اور روحانی اعتبار سے جو تبدیلیاں ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں اور جن سے انسان کی کارکردگی اور اس کی تمام تر محنت ضائع ہو جاتی ہے یہ تبدیلیاں نشہ آور چیزوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہے۔

شراب، ہیروئن، بھنگ، چرس اور افیون وغیرہ کی بعض اقسام اسی طرح سگریٹ اور نسوار وغیرہ یہ سب منشیات میں شامل ہیں۔ ان چیزوں کے استعمال سے انسان اپنے مرکزی نظام اعصاب اور جسم کے دوسرے اعضا کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ ان تمام اشیاء میں اثرات مختلف انداز سے ہوتے ہیں۔ قوت برداشت اور دیگر کئی کام متاثر ہوتے ہیں۔ یہ تمام اشیاء مغربی ماہرین نے تیار کی ہیں۔ ان اشیاء کی ترسیل اور فروخت سے ان کی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔ جبکہ اسلام نے ہر چیز کے بارے میں واضح احکام بیان کئے ہیں اور منشیات کے بارے میں ہمارے نظریات و خیالات اسلام کے مطابق ہیں۔

شراب (Wine)

شراب کو عربی میں "خمر" کہا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور ہر نشہ آور چیز یعنی مشروب حقیقت طور پر ہے۔ تحقیق کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ شراب (خمر) انگور کے شیرہ کو کہتے ہیں اس لئے شراب کی حرمت قطعی ہے اور باقی ماندہ اشیاء کی (منشیات) کی حرمت ظنی ہے۔ لیکن قطعی و ظنی کے اس اختلاف کے باوجود بھی ائمہ فقہا کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ ہر نشہ دلانے والی شے حرام ہے۔ شراب دیگر پھلوں سے بھی تیار کی جاتی ہے۔ کم مقدار پینے سے سکون حاصل ہو جاتا ہے اور زیادہ مقدار سے انسان اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے۔ شراب نوشی سے جگر اور دل کی بیماریاں اور معدہ کا السر ہو سکتا ہے اور دماغ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

بھنگ HRMP)

بھنگ ایک مشہور بوٹی ہے جو اعضاء کو بے حس کر دیتی ہے۔ عقل کو ماؤف کرتی ہے، جنون لاتی ہے، ورم اور چھالوں میں سکون کا باعث بھی بنتی ہے۔ بعض حکماء نے بتایا ہے کہ اس کے دنیاوی اور دینی نقصانات کی تعداد ایک سو میں گنوائی ہے۔ یہ انسانی تفکرات اور ذہنیت کو ختم کر دیتی ہے۔ جسم کے اندر پائی جانے والی تمام رطوبتوں کو ختم کرتی ہے اور انسان کے اندر پایا جانے والا مادہ منویہ کو بھی خشک کر دیتا ہے۔

حشیش (HRMP, LEAVES)

حشیش (چرس) ایک گھاس کی قسم ہے۔ جو مخدرات (مسکن اشیاء) میں سے ہے، یہ جامد اشیاء میں سے ہے لیکن اس کا استعمال کرنا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو معطل کر دیتی ہے لیکن

خارجی اشیاء میں اس کا استعمال … نظریہ ہے کہ یہ بھنگ کے علاوہ ایک اور قسم کی گھاس … ہلاک تو نہیں کرتی لیکن اعضائے انسانی اس سے … ہیں جبکہ ابن تیمیہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ یہ حرام ہے … سے پائے … لیکن آج ہمارے معاشرے میں … باہر بھی لوگ بڑے شوق سے پیتے ہیں اور … لگاتے ہیں۔ یہ یہود و نصاریٰ کے کاموں میں سے … لئے اس کے اثرات بھی انسانی جسم میں ہر قسم … بے فائدہ ثابت ہوتے ہیں۔

افیون (OPIUM)

افیون یہ لفظ یونانی زبان سے ماخوذ ہے۔ افیون … شدہ لیس دار عرق کا نام ہے جو پوست (خشخاش) … اوڈے سے نکالا جاتا ہے۔ ابن عابدین شامی کا … افیون خشخاش کا عرق ہے۔ اگر کوئی شخص مسلسل … کھائے تو اس کا عادی بن جاتا ہے اور اس کے … اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ جسم کے … کرتی ہے جو افیون کے سوا کسی اور چیز سے … کا کھانا حرام ہے کیونکہ یہ عقل کو فاسد کر دیتی ہے … حرمت شراب کی حرمت سے کم ہے … پر حد نہیں بلکہ تعزیر لگائی جائے گی۔ شہروں میں … استعمال کرتے ہیں جبکہ دیہاتی لوگوں کا یہ …

تمباکو (TOBACO)

ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ استعمال … تمباکو ہے جس کا اہم جز نکوٹین ہے۔ تمباکو کے … پتوں کو سکھا کر سگریٹ، سگار اور حقے … کیا جاتا ہے۔ اس کا زیادہ موثر حصہ نکوٹین … معمولی سی سستی پیدا ہوتی ہے۔ ایک سگریٹ …

غزل

سید انور علی انور

شوخی نظر مست ہے انداز حیا مست
ہے مست مئے ناز کی ہر ایک ادا مست

لہرائی ہے شانوں پہ بت ناز کے دیکھو
سرمستی انداز میں کیا زلف رسا مست

آیا ہے کوئی مست ادا صحن چمن میں
ہر برگ و شجر مست ہے ہر موج صبا مست

اللہ رے تاثیر یہ اُس مست نظر کی
جس سمت اُٹھی سارے زمانہ کو کیا مست

ہے خود بھی بہت مست مگر دیکھ کے اُن کو
چلتی ہے صبا اور بھی کچھ حد سے سوا مست

کیا جانئے کیا لطف تہ تیغ نظر تھا
کس پیار سے اللہ رے تڑپا ہی کیا مست

تاثیر مئے نرگس مخمور نہ پوچھو
جس نے بھی ذرا پی وہ ہمیشہ ہی رہا مست

ساقی نے لنڈھائے وہ خم مست کہ واللہ
پی پی کے سر بزم ہر اک رند ہوا مست

وہ دور بھی گذرا ہے کبھی ہم پہ کہ انور
آتی تھی نظر چار طرف ساری فضا مست

میں تقریباً 5 ڈگری حرارت کم ہوتی ہے، خون کی نالیاں سکڑ جاتی ہیں، آکسیجن کی سپلائی کم ہو جاتی ہے جس سے زکام ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور لقوہ کی بیماری بھی اسی تمباکو سے ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اس کو مکروہ لکھا ہے، بعض نے حرام اور بعض نے مباح لیکن ہر صورت میں اس کے نقصانات بھی ہمارے معاشرے کے نوجوانوں کیلئے مضر ہیں۔

الکوحل (ALCOHOL)

شیرہ، مختلف دانوں، جو، انناس، گندم اور کٹ کی جڑ اور مگر نشاستہ دار سے الکوحل تیار کیا جاتا ہے۔ اس میں مختلف کیمیکل شامل ہوتے ہیں جلد ہی الکوحل تیار ہوتا ہے اس کی ایک خاص مقدار نشہ آور ہوتی ہے، قلیل مقدار میں ہو تو استعمال جائز ہے لیکن پھر بھی اس سے احتراز کرنا چاہیے اور بعض علماء الکوحل اور اسپرٹ کو بھی حرام ہی سمجھتے ہیں۔

چرس (HEMPEXTRACT)

یہ بھنگ کے پودے سے تیار کی جاتی ہے، عام طور پر یہ سگریٹ کے تمباکو میں ملا کر پی جاتی ہے۔ چرس استعمال کرنے سے انسان باتونی، مشغلہ باز اور مسرور ہو جاتا ہے۔ یہ بے چینی اور مایوسی کے احساس کو بڑھاتی ہے اس کے استعمال سے ہر چیز دھندلی نظر آتی ہے، ایسے لوگ جو چرس پینے کے فوراً بعد گاڑی چلاتے ہیں یا مشینری وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں ان کیلئے خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ گلے کی بیماریاں اور پھیپھڑوں کا کینسر اس کے استعمال سے عام ہو جاتے ہیں۔ الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر فرض ہے کہ ان تمام اشیاء کو مضر جانیں اور ان کے ترک کیلئے بھی کوشش کریں تاکہ برائیوں سے پاک ایک پاکیزہ معاشرہ قائم ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں اور احکام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم منشیات سے مکمل ذاتی اور فعلی اعتبار سے دور رہیں۔

سید منیر احمد (حیدرآباد)

ایک دیا اور بجھا

حضرت علامہ

سید محمد علی رضوی کی یاد میں

نور اللہ مرقدہ

قائم وطن عزیز کا ایک اہم شہر حیدرآباد جسکا وادیٔ مہران میں احیاء سنت اور علوم دینیہ کی اشاعت میں مرکزی کردار رہا ہے۔ اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں جہاں صوفیاء کرام ومشائخ عظام نے حصہ لیا تو علماء کرام جو وارث علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کبھی بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں رہے۔ حیدرآباد وہ خوش نصیب شہر ہے جہاں بیک وقت علماء کرام کی ایک مکمل جماعت ہمہ وقت اشاعت اسلام میں مصروف رہی۔ اگر ماضی کے دریچوں پر ایک طائرانہ نظر کی جائے تو ایک طرف قاضی شہر شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی رحمہ، مفتی اعظم سندھ وبلوچستان حضرت مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ الرحمہ، حضرت مفتی زمن علامہ سید ریاض الحسن جیلانی علیہ الرحمہ ہیں تو دوسری جانب حضرت علامہ محمد اسحٰق نقشبندی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ قاری عبدالرزاق نقشبندی علیہ الرحمہ، مفتی محمد محمود نقشبندی الوری علیہ الرحمہ، علامہ حافظ سعید احمد قادری علیہ الرحمہ اور مفتی عبدالحفیظ قادری علیہ الرحمہ جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔ انہی نفوس قدسیہ میں ایک علمی، دینی، روحانی، سیاسی شخصیت حضرت علامہ سید محمد علی رضوی نور اللہ مرقدہ کا بھی نام گرامی کا آتا ہے جس کے لئے نہ صرف حیدرآباد کے در و دیوار ان کی جملہ خدمات کی معترف ہے بلکہ دارالحکومت اسلام آباد اور پاکستان کے دیگر شہر چشم دید گواہ بھی ہیں۔ آپ نے 94 سال کی عمر میں 16 جون 2008ء کو پردہ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علامہ سید محمد علی رضوی ہندوستان کے شہر الور میں سن 1914ء میں پیدا ہوئے، ایک روایت کے مطابق آپ کے آباؤ اجداد ایران سے سندھ فیض آباد کے راستے راجستھان کی ریاست الور میں آ کر آباد ہوئے، ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد 1932ء میں لاہور تشریف لائے اور وہاں محدث وقت حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی علیہ الرحمہ سے خصوصی علمی فیض حاصل کیا۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید مبارک علی شاہ حسنی الوری بلگرامی علیہ الرحمہ سے شریعت وطریقت کے معارف حاصل کئے اور اپنے زمانے کے لوگوں کے قلوب واذہان کو روشن ومنور کیا۔ درس نظامی کی تکمیل کے بعد 1937ء میں آپ پھر الور تشریف لے گئے، مزید 5 سال الور میں خدمات سرانجام دینے کے بعد 1942ء میں دہلی کینٹ کی جامع مسجد میں خطیب مقرر



ہو گئے اور 6 سال بعد قیام پاکستان کے موقع پر لاہور ہوتے ہوئے آپ نے حیدرآباد سندھ کو اپنا مسکن بنالیا اور اپنے ہاتھوں سے بنیاد رکھی جانے والی نور مسجد پھلیلی پل میں خطیب وامام رہے، آپ کی خوش خلقی اور روحانی نسبت کی وجہ سے ہر طبقۂ فکر کے لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے، روحانی طور پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے پیرو کار تھے اور آپ کو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ سے بیعت وخلافت حاصل تھی۔

مولانا سید محمد علی رضوی صاحب کو حضرت شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمہ نے بھی خلافت سے نوازا اور آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ ابو محمد سید دیدار علی شاہ نقشبندی علیہ الرحمہ سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے والد ماجد سید مبارک علی شاہ علیہ الرحمہ کی طرف سے چاروں سلاسل میں خلافت واجازت اور سجادہ نشینی حاصل تھی، اپنی ان سعادتوں کی وجہ سے آپ نے بے شمار لوگوں کو روحانی علوم عطا فرمائے اور عطا کردہ فیض جاری رکھا۔ آپ نے اپنی حیات مبارک میں جلیل القدر کامل اولیاء وعلماء کی زیارت کی جن میں مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ اور حضرت پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمہ شامل ہیں۔

شیخ التصوف حضرت علامہ سید محمد علی رضوی علیہ الرحمہ کی حیدرآباد میں تقریباً 60 سال خدمات کو دیکھا جائے اس میں سیاست کی نسبت روحانیت، تعلیم وتدریس، مدارس، دینی جماعتوں کی سرپرستی کا پہلو زیادہ غالب نظر آتا ہے۔ طلباء کرام، علماء کرام کو جب بھی کسی دینی مسئلہ میں مشکل ہوتی تو آپ سے رجوع فرماتے اور آپ زبانی انہیں کتابوں کے حوالے بتا کر مسئلہ کا حل نکالتے تھے۔ جہاں تک حضرت رضوی صاحب سے علمی اور تنظیمی رفاقت کا تعلق ہے وہ کافی پرانا ہے، 1970ء کے قومی اسمبلی کے عام انتخابات (جب حیدرآباد میں ایک ہی سیٹ تھی) میں آپ نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے جماعت اسلامی کے رہنما وصی مظہر ندوی کے مقابلہ میں شاندار کامیابی حاصل کی تھی۔ حیدرآباد میں جشن کا سماں تھا۔ جامع مسجد نور کے سامنے چوک میں شامیانے لگے ہوئے تھے، ہر مکتبہ فکر بالخصوص اہلسنت والجماعت کا مبارکباد کیلئے تانتا بندھا تھا۔ آج جب میں ان کے انتقال کے موقع پر یہاں تعزیت کرنے والوں کا جم غفیر دیکھ رہا ہوں تو مجھے کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ کل بھی یہاں عوام کی اکثریت نے انہیں بھاری اکثریت سے کامیاب کرا کر قومی اسمبلی میں پہنچایا اور آج بھی حیدرآباد کے عوام نہایت عقیدت ومحبت کے ساتھ ان کے سفر آخرت کی طرف شامل ہے۔ وقت کا دھارا اس بات کی گواہی

رہا ہے کہ انہیں اپنے عالم باعمل بزرگ شخصیت روحانی باپ سے کتنی انسیت ہے۔ راقم کی نظر میں حیدرآباد کی تاریخ کا شاید یہ واحد جنازہ تھا جس میں حیدرآباد کے علماء کرام، مشائخ عظام، افسران، معزز شخصیات، طلبہ برادری اور عوام نے بھرپور شرکت کی جس طرح بھاری اکثریت سے انتخابات میں کامیاب کرایا تھا۔ آپ کو ہزاروں آہوں اور سسکیوں میں درگاہ بخشی عبدالوہاب شاہ جیلانی کے احاطے میں خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ الرحمہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ ماضی کے دریچوں میں مزید جھانکیں تو مولانا رضوی علیہ الرحمہ سے ذاتی طور پر جمعیت علماء پاکستان، انجمن طلباء اسلام، جماعت اہلسنت، بزم رضا اور احسن البرکات میں گاہے بگاہے ملاقاتیں علمی و فکری نشستوں کا حوالہ ہے گا۔ اس سے بڑھ کر کہیں انکی اقتداء میں ادا کی جانے والی نماز جمعہ و دیگر نمازیں پڑھنے کی سعادت حاصل رہی، نماز کے بعد انکی دُعا میں نہایت عجز و انکساری اور رب کو منانے کا جذبہ شامل تھا۔

قاضی شہر حیدرآباد حضرت علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ان سے تاثرات لکھوانے کیلئے جب یہ راقم حاضر ہوا تو آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے ملنے کے بعد اپنے تاثرات رجسٹر میں قلمبند کئے۔ آپکی زندگی سادگی، وضع داری کا نمونہ تھی اور آپ نے ساری زندگی ایک سادہ مکان میں بسر کی۔ حیدرآباد کے باشندہ ہونے کے ناطے اور قلبی لگاؤ کی وجہ سے انجمن طلباء اسلام کے غلام عباس قادری مرحوم، قدیر احمد امروہوی اور راقم الحروف نے چاہا کہ حضرت سے اسلام آباد جا کر ملاقات کریں اور قومی اسمبلی کی کاروائی کو بھی دیکھیں گے۔ 1974ء میں انجمن طلباء اسلام کے کونشن سے فارغ ہونے کے بعد اسلام آباد جانا ہوا ابھی ہم اسمبلی بلڈنگ کے پاس ہی پہنچے تھے کہ حضرت صاحب بغل میں فائل دبائے ہوئے پیدل آتے نظر آئے ہم نے یکدم کہا حضرت ہم تو حیدرآباد سے ملنے کیلئے آپ کے پاس آئے ہیں اور آپ! ارے میاں خاصا وقت ہوگیا تھا اور اس وقت اسمبلی میں تربیلا ڈیم پر بحث ہورہی ہے، آپ میرے ہاسٹل آجائیں چنانچہ ان کے حکم کا احترام کرتے ہوئے حاضری دی جہاں ہماری تواضع کی گئی، تاہم اجلاس میں شرکت کی تمنا پوری نہ ہوسکی۔ المختصر آپ کی شخصیت کا شمار اہلسنت کی مقتدر شخصیات میں ہوتا ہے۔ آئین کو اسلامی بنانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں آپ نے قائد اہلسنت و قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کے ساتھ نمایاں کردار ادا کیا۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے آپ کی گراں قدر خدمات کو بھلایا نہیں جاسکتا۔ دراصل قائد اہلسنت کی رفاقت نے انہیں سیاست کے میدان میں ایک جری اور بے باک لیڈر بنادیا تھا جسے آپ نے اپنی سیاسی زندگی کو تقویت دی۔ آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے، تاہم تحقیق کے مزید روشن پہلو کھلے ہیں۔ دُعاگو ہوں اللہ رب العزت آپ کی قبر انور پر اپنی رحمتوں و برکتوں کی بارش برساتا رہے اور ہمیں ان کے افکار پر عمل کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

میرے شہر کو کس کی نظر لگی!

کے عین مطابق دہشت گردوں اور بھتہ خوروں کے خلاف اب تک علم جہاد بلند کیے رکھا اور کراچی کی پہچان یعنی "با اصول سیاست" کو اپنے ماتھے پر جھومر کی طرح سجائے رکھا مگر افسوس صد افسوس بلند بانگ "دعوے اور فلک شگاف نعرے" لکھنے اور لگانے والی "پیپلز پارٹی" اور "اے این پی" نے گھٹنے ٹیک دیے رات رات بھر قائدین کے گھروں پر میٹنگز کر کے خون کا خون سے مقابلے کا درس دینے والے، بدلہ لینے کا عزم کرنے والے، لاشوں کا حساب لینے کے دعویدار اپنی حکومت میں بھی انہی جماعتوں کو وزارتیں اور اعلیٰ عہدے دے کر خود بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے اور جے یو پی، وکلاء، بلوچستان لیگ اور سنی تحریک سمیت پر امن جماعتوں کو تنہا چھوڑ کر اقتدار کے حرص میں گروپ بنانے کے لیے نئی صف بندی کرنے لگے اور آج یہ حال ہے کہ کراچی کے باسی بالخصوص شہداء کے لواحقین اپنے "بکنے اور جھکنے والے لیڈروں" اور جماعتوں کی پالیسی اور "بزدلانہ طرز سیاست" پر حیران اور پریشان ہیں کہ شہر کراچی اتنا بے اصول تو کبھی نہ تھا شہر کراچی اتنی بزدلانہ سیاست کرنے والی قیادتوں کا شہر تو نہ تھا شہر کراچی اصولوں کو تہہ و بالا کر کے کارکنوں کے خون کا سودا کرنے والی سیاسی جماعتوں کا شہر تو نہ تھا۔ آج اس شہر کے در و دیوار سوال کر رہے ہیں کہ حکیم محمد سعید، وہ محبت کا پیکر کہاں ہے؟ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی "رحمتہ اللہ علیہ" جیسا با اصول رہنما کہاں ہے؟ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار عبدالستار ایدھی کیوں بھوکوں کو کھانا کھلانے کے لیے گلی گلی بھیک مانگ رہا ہے؟ میرے شہر میں سر اٹھا کر جینے والے رہنما کہاں ہیں؟ وہ شہر کراچی جس میں کسی بھائی کی انگلی کٹ جائے تو پورا شہر اس کا درد محسوس کرتا تھا آج یہاں سیاسی جماعتیں خود اپنے ساتھیوں کے قتل پر نہ صرف خاموش ہیں بلکہ جنہیں قاتل قرار دیا جارہا ہے ان سے مفاہمت کری جاتی ہے وہ شہر کراچی جس میں ظلم کے آگے ڈٹ جانے کی روایت تھی آج وہاں ظالم کی "اندھا دھند حمایت" کی جارہی ہے وہ شہر کراچی جس میں مائیں، بہنیں، بہو، بیٹیاں رات دیر تک اپنی خاندانی تقریبات سے بے خوف و خطر گھر لوٹ آیا کرتی تھی آج یہاں کے مردوں کے دن کے وقت بھی بخیرو عافیت گھر لوٹ آنے کی دُعائیں کی جاتی ہیں۔ کس نے روشنیوں کے شہر کو اندھیروں میں دھکیل دیا، کس نے اس شہر کی پہچان قتل و غارت گری کو بنادیا، کون عروس البلاد کراچی کو موئن جو دڑو بنانے کے درپے ہے، کون ہیں جنہوں نے اس شہر سے حکیم سعید، سلیم قادری، عبداللہ مراد، منور سہروردی، مفتی جمیل، طارق خان، اسلم مجاہد، ثناء اللہ اور غلام فرید سیالوی جیسے فرزند چھین لئے۔ کون ہیں جنہوں نے انسانوں کو زندہ جلایا، بچوں کو اغوا کیا، صحافیوں پر تشدد کیا، پولیس اہلکاروں کو قتل کیا، کون ہے جن کی وجہ سے عظیم شہر کراچی میں ہر تین منٹ میں ایک موبائل، 20 منٹ میں ایک گاڑی، 35 منٹ میں ایک ڈکیتی، ہر ہفتہ میں 20 اغوا برائے تاوان اور ہر ماہ میں سو سے زائد قتل ہوتے ہیں۔ میرے شہر کی جرأت، بہادری، بے خوفی اور دینی اخوت کو کیا ہوا۔ کہیں ایسا تو نہیں مہنگائی، بے روزگاری، غربت اور احساس محرومی میرے شہر کو لے ڈوبی ہے۔ یہ کس کی کارستانی ہے کہ یہاں بجلی نہیں، پینے کو پانی نہیں۔ امن، سکون اور تحفظ نہیں آخر میرے شہر کو کس کی نظر لگ گئی؟ کوئی مجھے جواب دے! میرے شہر کو کس کی نظر لگ گئی؟

بقیہ

جمعیت علماء پاکستان

جماعت اہلسنت اور مرکزی جماعت اہلسنت اور دیگر اہلسنت کی مذہبی جماعتوں کے قائدین سے رابطہ جاری ہیں۔ اطراف سے برف پگھل رہی ہے، انشاء اللہ جلد ہی عوام اہلسنت خوشخبری سنیں گے۔ پیر اعجاز احمد ہاشمی مرکزی سینئر نائب صدر نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ میں جمعیت علماء پاکستان کو قائد اہلسنتؒ کے رہنما اصولوں پر چلانے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ میرا قائد اہلسنت کے صاحبزادگان سے مسلسل رابطہ ہے۔ ان کا تعاون اور دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ علامہ قاری محمد زوار بہادر مرکزی سیکریٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ قائد اہلسنتؒ کے دونوں شہزادے ہمارے سروں کے تاج ہیں، انشاء اللہ ان کی شفقت و رہنمائی ہمارے شامل حال رہے گی۔ ہم جمعیت علماء پاکستان کے عظیم نصب العین نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ جمعیت علماء پاکستان عوام اہلسنت کی سب سے بڑی دینی و سیاسی جماعت ہے۔ 18 فروری کے انتخابات کے بعد عوامی توقعات پر دونوں بڑی جماعتیں پورا اترنے میں مکمل ناکام نظر آرہی ہیں۔ ہوشربا مہنگائی، تاریخ کی بدترین لوڈشیڈنگ اور تا حال موجودہ عدالتی بحران نے عوام کو انتہائی مایوس کردیا ہے۔

ایک خطرناک عوامی انقلاب نوشتہ دیوار ہے، عوام کسی ایسے مسیحا کے منتظر ہیں جو ان کی توقعات پر پورا اترے، ان کے دکھوں اور تکلیفوں کا مداوا بن سکے۔ معاشی صورتحال انتہائی نازک ہے۔ وطن عزیز پاکستان تاریخ کے نازک ترین دور سے گذر رہا ہے ایسے میں جمعیت علماء پاکستان کے کارکنان وقائدین پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہیں کہ وہ عوام کی آواز بنیں اور ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان عمل میں نکلیں۔ جمعیت علماء پاکستان کو منظم کرنے کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیں۔ انشاء اللہ شاندار مستقبل آپ کا مقدر ہے۔ آخر میں بزرگ رہنما علامہ شبیر احمد ہاشمی نے دعائے خیر فرمائی۔

پاکستان کی مزید تقسیم

جانب سے درجنوں بے گناہ اور معصوم افغانوں کا قتل عام بھی صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں میں پائی جانے والی بدامنی کی اہم وجہ ہے، پاکستان کے فوجی حکمران چوں کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے ہراول دستے کا کردار ادا کررہے ہیں، جس کی وجہ سے صوبہ سرحد سمیت پورے ملک میں حکومت کی ان پالیسیوں کے خلاف سخت نفرت پائی جاتی ہے، جس کا اظہار سیکورٹی فورسز پر حملوں اور سیکورٹی و فوجی اہلکاروں کے اغواء اور قتل کی صورت میں سامنے آرہا ہے۔ قبائلی علاقوں میں جاری خانہ جنگی کی اس کیفیت نے مشرقی پاکستان کی یاد تازہ کردی ہے، اس تباہی و بربادی سے صرف ایک خطہ ہی متاثر نہیں ہورہا بلکہ یہ پھیلتی آگ کسی بھی وقت پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ ہمارے حکمران اور فوجی و عسکری قیادت اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کریں، بصورت دیگر طاقت کے اندھا دھند استعمال سے سانحہ مشرقی پاکستان جیسی صورتحال دوبارہ جنم لے سکتی ہے۔ ان حالات میں او آئی سی کے ترجمان فیصل محمد کی اس بات سے کوئی اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ "استعماری طاقتیں پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کررہی ہیں اور پاکستان کو ایران سے زیادہ خطرات لاحق ہوسکتے ہیں کہ پاکستان ایک طرف اپنے جغرافیائی محل و قوع کی وجہ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے تو دوسری جانب عالم اسلام کی پہلی ایٹمی ریاست ہونے کے باعث استعماری طاقتوں کی نیندیں حرام ہوچکی ہیں، سب سے اہم ترین امر یہ ہے کہ پاکستان نہ صرف واحد مسلم ایٹمی ہے بلکہ اسلامی ممالک میں سب سے بڑی باصلاحیت، جدید دفاعی ہتھیاروں اور میزائل ٹیکنالوجی سے لیس تربیت یافتہ، پیشہ ور فوج بھی اس کے پاس ہے، اور پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جو عالم اسلام کے اتحاد کیلئے کوشاں ہے، اور وہ اپنی تمام تر توانائیاں مسلم امہ کے اتحاد پر صرف کررہا ہے، یہی وجہ ہے کہ پاکستان کو وہ کسی صورت مستحکم، توانا، مضبوط، پرامن اور خوشحال دیکھنا نہیں چاہتے، اس بات کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب بھی پاکستان کے قبائلی علاقوں میں امن کے قیام کیلئے شدت پسندوں یا مقامی طالبان سے امن معاہدے ہوتے ہیں اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے بیانات، الزام تراشیوں اور دھمکیوں کی شدت میں اضافہ ہوجاتا ہے، موجودہ دور حکومت میں تو یہ حال ہے کہ امریکی اور اتحادی طیارے اعلانیہ پاکستان کی سرحدی حدود کی خلاف ورزی اور پاکستانی شہریوں پر حملہ کررہے ہیں، جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ قبائلی عوام کو ایک مرتبہ پھر پاک فوج اور حکومت پاکستان کے مقابل لاکھڑا کردیا جائے، دوسری حقیقت یہ ہے کہ سیاست دانوں کی محاذ آرائی، تصادم اور مفادات کے حصول اور باہم چپقلش نے پاکستان کو استعماری طاقتوں کے لیے تر نوالہ بنادیا ہے، مفادات کی سیاست نے پاکستان کے عوام کو بھی منتشر کررکھا ہے، المیہ یہ ہے کہ پاکستان میں کوئی ایسا سیاست داں یا جماعت نظر نہیں آتی جو کہ پاکستانی عوام کو ایک لڑی کی مانند پرو کر متحد و متفق رکھ سکے ہر ایک شخص کے اپنے اپنے مفادات ہیں اور ہر ایک اقتدار کے حصول کا خواہش مند ہے، سب سے سنگین صورتحال یہ ہے کہ کسی کو ملک کی سلامتی، خود مختاری، آزادی اور بقاء کے حوالے سے کوئی احساس نہیں، موجودہ کولیشن گورنمنٹ بھی عوام کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کرنے اور انہیں مسائل سے نجات دلانے میں بری طرح ناکام دکھائی دے رہی ہے اور قوم کو ایک [illegible] پر الجھا رکھا ہے، جس کی وجہ سے اس کے مسائل، مشکلات، مصائب و آلام میں ہر آنے والے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اور سیاست دانوں کے مفادات اس مسئلے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، اگر اب بھی ان مسائل کو فوری طور پر حل کرکے عوام کے مسائل اور ملک کی سلامتی، بقاء اور خود مختاری کی طرف توجہ نہ دی گئی تو پھر بیرونی طاقتوں کو پاکستان دشمن عناصر کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل جائے گا، اور وہ اپنی مکروہ سازشوں میں کامیاب ہوکر خاکم بدہن اپنے مفادات کی تکمیل کو ممکن بنا سکتی ہیں، استعماری طاقتوں کا مقابلہ کرنے اور یہود و نصاریٰ کی سازشوں سے نمٹنے کیلئے لازم ہے کہ ہر سطح پر اپنی صفوں میں مکمل اتحاد و اتفاق پیدا کیا جائے، تاکہ قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ان کے مقاصد اور عزائم کا مقابلہ کرسکے۔

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

71 واں سہ روزہ

سالانہ عظیم الشان

عرس مبارک

بتاریخ

7، 8، 9

اگست 2008ء

حجت الاسلام خواجہ خواجگان حضرت خواجہ **پیر گل حسن** نقشبندی مجددی ؒ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت خواجہ **پیر محمد عبدالغفور** نقشبندی ثانی لاثانی ؒ

زیر سرپرستی

مخدوم اہلسنت حضرت خواجہ **پیر محمد عبدالحمید** صاحب ارشد مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار عالیہ مرشد آباد شریف جہلم

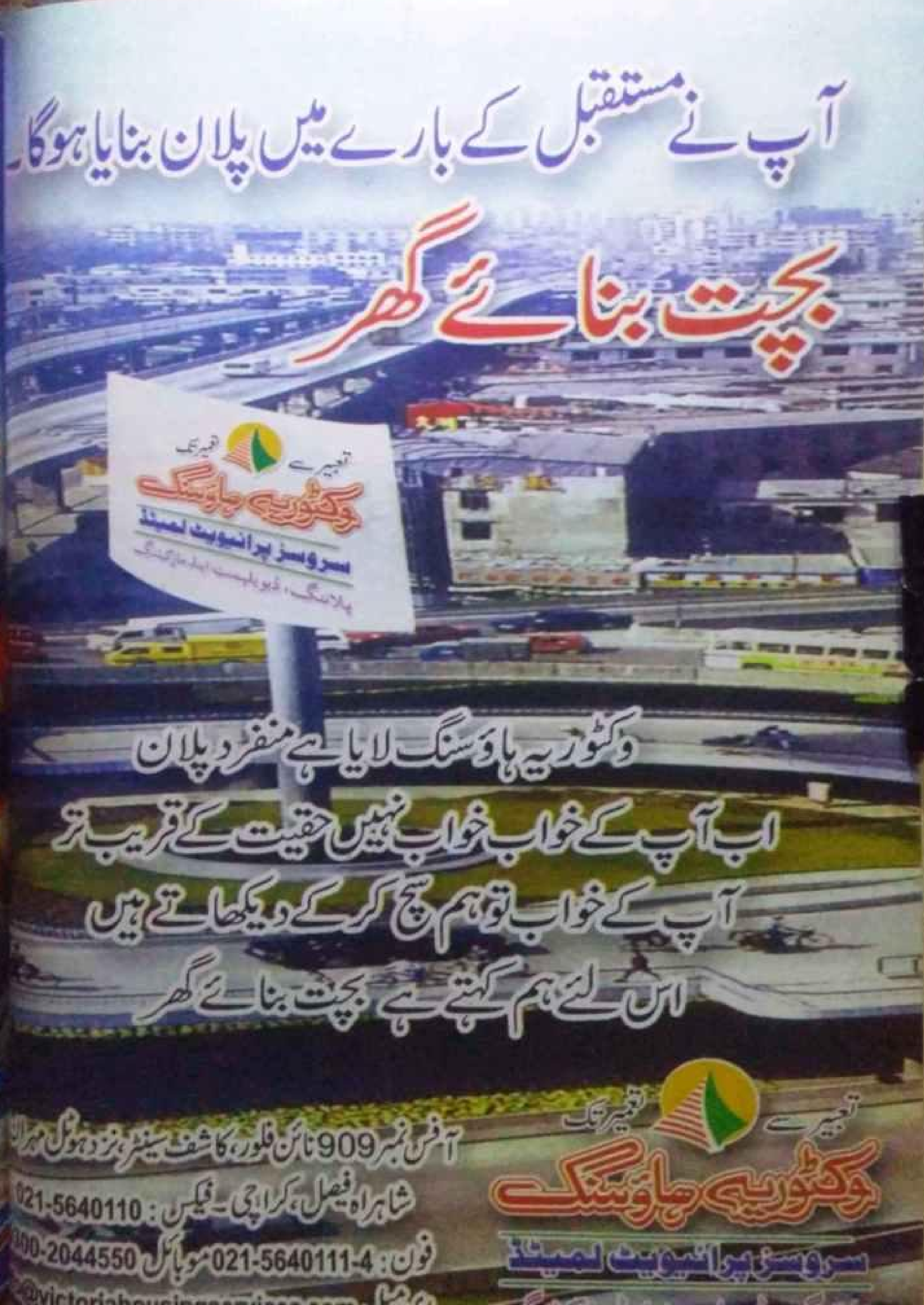
زیر نگرانی

حضرت صاحبزادہ **پیر محمد عبدالحلیم اظہر** صاحب مدظلہ العالی

زینت دربار عالیہ مرشد آباد شریف جہلم

ملک بھر سے جید علماء کرام، مشائخ عظام، ممتاز نعت خواں اور کثیر تعداد میں فرزندان اسلام اور عاشقانِ رسول شرکت فرمائیں گے

منجانب ابوانجم قاری محمد عبدالحمید صدیقی نقشبندی بندیالوی



آپ نے مستقبل کے بارے میں پلان بنایا ہوگا۔
بچت بنائے گھر
تعمیر سے تعمیر تک
وکٹوریہ ہاؤسنگ
سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ
پلاننگ، ڈیولپمنٹ اینڈ مارکیٹنگ
وکٹوریہ ہاؤسنگ لایا ہے منفرد پلان
اب آپ کے خواب نہیں حقیت کے قریب تر
آپ کے خواب تو ہم سچ کر کے دیکھاتے ہیں
اس لئے ہم کہتے ہے بچت بنائے گھر
تعمیر سے تعمیر تک
وکٹوریہ ہاؤسنگ
سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ
آفس نمبر 909 نائن فلور، کاشف سینٹر، نزد ہوٹل مہران
شاہراہ فیصل، کراچی۔ فیکس: 021-5640110
فون: 021-5640111-4 موبائل 2044550